فروری February 2023

ماہنامہ

صدائے شبلی

حیدرآباد

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad
ISSN: 2581-9216

خصوصی شمارہ برکت

میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر نظام ہشتم

میر عظمت علی خان نظام نہم

ایڈیٹر مولانا ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

قیمت: -/50 روپے

www.shibliinternational.com

ماہنامہ حیدرآباد

صدائے شبلی

Monthly Hyderabad

SADA E SHIBLI

فروری Feb 2023 جلد: Vol : 5 شمارہ: Issue: 60

مدیر:

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

نائب مدیران:

ڈاکٹر عبدالقدوس

ڈاکٹر سراج احمد انصاری

ابو ہریرہ یوسفی

قیمت فی شمارہ:	50/-
سالانہ:	220/-
رجسٹرڈ ڈاک:	350/-
بیرونی ممالک:	50/- امریکی ڈالر
خصوصی تعاون:	2000/-

SADA E SHIBLI
A/c: 1327102000023922
Ifsc: IBKL0001327
IDBI Bank: CHARMINAR HYD, T.S

Email: sadaeshibli@gmail.com

Mob: 9392533661 - 8317692718

ماہنامہ "صدائے شبلی" حیدرآباد میں مقالہ نگاران سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

مجلس مشاورت:

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی۔ پروفیسر مظفر علی شہہ میری
پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ پروفیسر ابوالکلام
پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی۔ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی
مفتی محمد فاروق قاسمی۔ مولانا ارشاد الحق مدنی
مولانا محمد مساعد ہلال احیائی
اعجاز علی قریشی ایڈوکیٹ۔ محمد سلمان انجینئر

مجلس ادارت:

ڈاکٹر محمد رفیق۔ ڈاکٹر حمران احمد۔ ڈاکٹر ناظم علی
ڈاکٹر مختار احمد فردین۔ ڈاکٹر غوثیہ بانو
ڈاکٹر سید امام حبیب قادری۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی
ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ ڈاکٹر صالحہ صدیقی
ڈاکٹر فاروق احمد بھٹ۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
ڈاکٹر آصف لئیق ندوی۔ ڈاکٹر مظفر علی ساجد۔
مولانا عبدالوحید ندوی۔ مولانا احمد نور عینی
ابو ہریرہ ایوبی۔ محسن خان

ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف حیدرآباد کی عدالت میں ہوگی

محمد محامد ہلال (اونر، پبلشر، پرنٹر، ایڈیٹر) نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر حیدرآباد تلنگانہ سے شائع کیا

خط وکتابت کا پتہ

MOHD MUHAMID HILAL #17-6-352,
B1, 2nd Floor,Bafana Complex,
Dabirpura Road, Purani Haveli,
Hyderabad- 500023. T.S

فہرست مضامین

۱	اپنی بات	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۵
۲	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانیؒ	۷
۳	استعاذہ	مولوی صفوۃ الرحمٰن	۸
۴	سلطنت آصفیہ کی بنیاد اور دورِ حکومت	ڈاکٹر نادر المسدوسی	۱۱
۵	قومی ترانہ		۱۹
۶	سلطنت آصفیہ اور پرانی حویلی	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۲۰
۷	الوداع! خزینہ برکت وجاہ جلال	ڈاکٹر محی الدین حبیبی	۲۸
۸	تہنیت	خان محمد اطہر خان مرحوم	۲۹
۹	قصیدہ در تہنیت	شاہد حسین زبیری	۲۹
۱۰	نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر نظام ہشتم آصف جاہ شخصیت اور حیات وخدمات	عبدالرحمٰن پاشا	۳۰
۱۱	مکرم جاہ بہادر مکہ مسجد کے مقبرہ آصف جاہی میں سپرد لحد	محمد مبشر الدین خرم	۳۶
۱۲	NIZAMS OF HYDERABAD	ATIKA BEGUM	۳۸
۱۳	الوادع۔۔۔۔نواب مکرم جاہ بہادر		۴۰

ماہنامہ ''صدائے شبلی'' کے خصوصی معاونین

جناب **ابوسفیان اعظمی**، مقیم حال ممبئی

جناب **محمد یوسف** بن الحاج محمد منیر الدین عرف ولی مرحوم، حیدرآباد

مفتی **محمد فاروق قاسمی**، صدر علماء کونسل وجے واڑہ، آندھرا پردیش

ڈاکٹر **سید جلیل حسین** ایم ڈی (علیگ) ٹولی چوکی حیدرآباد

مولانا **منصور احمد قاسمی**، معین آباد، تلنگانہ

الحاج **رئیس احمد اقبال**، انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی، حیدرآباد

الحاج **محمد زکریا** انجینئر (داماد استاذ الاساتذہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ)

ڈاکٹر **شہباز احمد**، پروفیسر گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج چارمینار، حیدرآباد

مولانا **محمد عبدالقادر سعود**، نائس جوس سینٹر سکندرآباد، حیدرآباد

الحاج **محمد قمر الدین**، نبیل کالونی بارکس حیدرآباد

الحاج **محمد عبدالکریم**، صدر مسجد اشرف کریم گشن باغ، حیدرآباد

ادار یہ

آہ میر برکت.......

14 جنوری 2023 بروز ہفتہ دیررات میں یہ خبر میڈیا کے توسط سے آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل گئی کہ نظام ہشتم نواب میر برکت علی خام مکرم جاہ بہادر استنبول ترکی میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے، نظام ہشتم کا خاندانی پس منظر دادیہال اور ننیہال سے ایک عظیم روشن تاریخ رکھتا ہے، نظام ہشتم نواب میر عثمان علی خان نظام ہفتم کے پوتے ہیں نظام اول میر قمرالدین جن کا نام اورنگ زیب عالمگیرؒ نے رکھا تھا آپ خواجہ عابد قلیچ خاں کے بڑے فرزند شعیب الدین خان فیروز جنگ کے بیٹے ہیں، خواجہ عابد حضرت خواجہ اسمٰعیل جن کو بخارا کی حکومت نے اعظم العلماء کے خطاب سے نوازا تھا ان کی شادی سمرقند کی نامور عظیم شخصیت میر حمدان کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ خواجہ اسماعیل کا سلسلہ نسب اٹھائیسویں پشت میں خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے، نظام ہشتم نواب اعظم جاہ میر حمایت علی خان بہادر کے فرزند ہیں اور ان کی ماں کا نام خدیجہ خیریہ عائشہ پرنس درِ شہوار ہے جو کہ آخری خلیفۃ المسلمین خلافت عثمانیہ عبدالمجید کی بیٹی تھیں۔ خلافت عثمانیہ کے عروج وزوال کی ایک طویل ترین تاریخ ہے جو کہ عظمت رفتہ کی یاددلاتی ہے نظام ہشتم 6/اکتوبر 1933 1934ء دونوں سن انٹرنیٹ پر موجود ہیں ہیل فٹ پیلسس لینس فرانس میں پیدا ہوئے۔ نظام ہشتم کی مذہبی اور قرآنی تعلیم حضرت فرید پاشاہ صاحب سے ہوئی آپ ہی کے دستِ مبارک سے تخت نشینی کی رسم میں گلپوشی کی گئی اور حضرت فرید پاشا صاحب نے قرآن مجید کا نسخہ پیش کیا تھا۔

نظام ہشتم کی ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ بلارم خاص اسکول حیدرآباد، ڈون اسکول دہرادون میں ہوئی، پرنس درشہوار کی خواہش پر انگلینڈ کے مشہور اسکول ہیرو پیٹر ہاؤس کیمبرج میں داخل ہوئے، اس کے بعد لندن اسکول آف اکنامکس میں تعلیم حاصل کی۔ معروف رائل ملٹری اکیڈمی سینڈ ٹرسٹ سے ڈگری حاصل کی۔ نظام ہشتم کو سیکنڈ لیفٹننٹ کی حیثیت سے رائل انجینئرس کارپس میں کمیشن کیا گیا۔ نظام ہشتم کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اللہ نے غیر معمولی حافظہ سے نوازا تھا، انہیں اسلامیات، جنگوں کی تاریخ، تاریخ انقلاب، آبی زندگی وغیرہ سے کافی دلچسپی تھی، مگر عالمی، داخلی، خارجی ناگفتہ بہ حالات نے نظام ہشتم کی علوم وفنون کی بیش بہا دولت پوشیدہ صلاحیت پر پردہ ڈال دیا۔ نظام ہشتم پہلے ترکی شہزادی اسریٰ برگن سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اس کے بعد ہیلن سائمون اسلامی نام عائشہ سے نکاح کیا۔ ان کے انتقال کے بعد سابقہ مس ترکی منولیا اونور سے بعدہ جمیلہ بولوروس اور پرنسوڑ چاڈی سے شادی کی۔

نظام ہشتم کو نظام ہفتم میر عثمان علی خان بہت چاہتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے اپنے دونوں صاحبزادگان کو ان کی فطرت طبع کی وجہ سے وارث بنانے کے لئے تیار نہ تھے، انہوں نے اپنے نبیرہ والاشان نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو اپنا جانشین بنایا، نظام ہفتم کا دور تعلیمی، تعمیراتی، طبی وغیرہ کے اعتبار سے پورے عالم میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے گرچہ انہیں کے دور میں آزادئ ہند کی تحریک انگریزوں سے عروج پر تھی اور انضمام حیدرآباد کی وہ تکلیف دہ داستان بھی موجود ہے۔ جسے سن کر اور پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں نظام ہفتم کی دریادلی تاریخ ہند کے اوراق میں تاقیامت ثبت رہے گی، نظام ہشتم نے

دادیہال اور نانیہال دونوں میں آبا کی عظمت کو جاتے ہوئے تڑپتے ہوئے دل اور اپنی قریب آنکھوں سے دیکھا،اس کا احساس نظام ہشتم کی آخری سانس تک رہا ہوگا نظام ہفتم کے انتقال کے بعد 6 اپریل 1967 کو باقاعدہ طور پر جانشینی کی تقریب بڑی شان شوکت کے ساتھ آصف جاہی خاندان کی روایت کی پاسداری کے ساتھ انجام پائی۔مزید ہر آن حکومت ہند نے دستور ہند کے تحت نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو نظام ہفتم تسلیم کیا اور تمام خطابات اور مراعات کو حسب سابق باقی رکھا۔

آزادی کے بعد ہندستان میں وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو اچھے نوجوانوں کی تلاش تھی جو قومی اور بین الاقوامی سطح پر ملک کی خدمت کرسکیں۔پنڈت نہرو کی نظر نواب مکرم جاہ بہادر پر پڑی،نواب مکرم جاہ بہادر کی خواہش تھی کہ وہ ہندستان کی فوج میں شامل ہوجائیں پنڈت جی نے مخالفت کی اور کہا کہ آپ سے ہمیں اور بھی بڑے کام لینا ہے۔نواب میر برکت علی خان کو محترمہ اندرا گاندھی ہندوستان کے نائب صدر کی حیثیت سے دیکھنا چاہتی تھی اور صدر جمہوریہ کے باوقار عہدے کی طرف اشارہ کررہی تھیں،مگر نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر محترمہ اندرا گاندھی سے غور وفکر کرنے کا وقت مانگا پھر فرمایا'سیاست اور میں دو الگ دھارے ہیں'(اوراق ماضی ص 168)

نظام ہفتم کی حیات میں کئی فلاحی،تعلیمی ٹرسٹ قائم ہوئے جس سے بہت سے فوائد بھی حاصل کئے جارہے ہیں اور کئے جاتے رہیں گے۔نظام ہشتم کی دیرینہ خواہش تھی کہ غریب نادار بچوں کی تعلیم اور ان کی پیشہ ورانہ تعلیم کیلئے ٹرسٹ بناؤں چنانچہ انہوں نے 26 جون 1972ء کو مکرم جاہ ٹرسٹ فار ایجوکشن اینڈ لرننگ کے نام سے ٹرسٹ کی بنیاد رکھی اور رجسٹریشن کیا۔اور اس ٹرسٹ کے بعد قلب شہر میں اپنی زیر ملکیت قیمتی پرانی حویلی کو وقف کیا الحمد اللہ اس ٹرسٹ میں فی الحال تین ہزار سے زائد طلبہ وطالبات تعلیم حاصل کررہے ہیں اور یہ اسکول تلنگانہ اور ہندوستان میں صفحہ اول پر شمار کیا جاتا ہے۔

داخلی اور خارجی حالات کی بنا پر نظام ہشتم نے حیدرآباد کو خیر آباد کرکے آسٹریلیا میں تقریباً پانچ لاکھ ایکڑ پر محیط فام ہاؤس خریدا اور وہیں پر اپنی بود وباش اختیار کرلی گاہے بگاہے ہندوستان حیدرآباد بھی آتے رہے اور کچھ دنوں تک لندن میں بھی مقیم رہے اخیر کے دنوں میں اپنے نانیہال استنبول ترکی میں مقیم رہے کہ آخر وہ وقت آ ہی گیا جس سے کسی کو رستگاری نہیں یعنی 14 جنوری 2023 بروز ہفتہ ساڑھے دس بجے نظام ہشتم کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی استنبول ترکی سے آپ کے جسد خاکی کو آپ کی وصیت کے مطابق حیدرآباد لایا گیا چومحلہ پیالیس میں خاص وعوام نے حسرت وغم میں دیدار کیا تجہیز کے مراحل کے بعد 18 جنوری بروز چہارشنبہ بعد نماز عصر مکہ مسجد حیدرآباد کے خطیب وامام مولانا حافظ وقاری ڈاکٹر محمد رضوان قریشی صاحب نے جنازے کی نماز پڑھائی اور پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ پرنم آنکھوں سے مسجد کے صحن واقع مقبرہ آصف جاہی سلاطین کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا۔ادارہ شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد نظام ہشتم نواب میر برکت علی خان کی اعلیٰ خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتا ہے خدا کے حضور مغفرت اور اعلیٰ درجات کی دعا کرتا ہے اللہ ذوالجلال قبول فرمائے آمین یہ نظام ہشتم کے فرزند اکبر پرنس عظمت جاہ کو نظام نہم قرار دیا گیا،ادارہ مبارک باد پیش کرتا ہے۔اور روشن مستقبل کے لئے دعا گو ہے۔

محمد محامد ہلال اعظمی

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شبلی نعمانیؒ

فرات بن حیان ایک شخص تھا، ابوسفیان کی طرف سے مسلمانوں کی جاسوسی پر مامور تھا، آنحضرت ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا، ایک دفعہ وہ پکڑ گیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا، لوگ اس کو پکڑ کر لے چلے جب انصار کے ایک محلّہ میں پہنچا تو بولا کہ میں مسلمان ہوں، ایک انصاری نے آکر اطلاع دی کہ وہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ایمان کا حال ہم ان ہی پر چھوڑتے ہیں، ان میں سے ایک فرات بن حیان ہے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ بعد کو صدقِ دل سے مسلمان ہوگئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو یمامہ میں ایک زمین عنایت فرمائی جس کی آمدنی ۴۲۰۰ تھی۔

دشمنوں سے عفوودرگذر اور حسنِ سلوک:

انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کم یاب، نادرالوجود چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے عفوودرگذر ہے لیکن حاملِ وحی ونبوت کی ذاتِ اقدس میں یہ جنس فراواں تھی، دشمن سے انتقام لینا انسان کا قانونی مرض ہے، لیکن اخلاق کے دائرۂ شریعت میں آکر یہ فرضیت مکروہِ تحریمی بن جاتی ہے، تمام روایتیں اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔

دشمنوں سے انتقام کا سب سے بڑا موقع فتحِ حرم کا دن تھا، جب کہ وہ کینہ خواہ سامنے آئے، جو آنحضرت ﷺ کے خون کے پیاسے تھے اور جن کے دستِ ستم سے آپ ﷺ نے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائی تھیں لیکن ان سب کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا:

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

وحشی جو اسلام کے قوتِ بازو اور آنحضرت ﷺ کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا، مکہ میں رہتا تھا، جب مکہ میں اس کی قوت نے ظہور کیا، وہ بھاگ کر طائف آیا، طائف نے بھی آخر سرِ اطاعت خم کیا اور وحشی کے لیے یہ بھی مامن نہ رہا، لیکن اس نے سنا کہ آنحضرت ﷺ سفرا سے کبھی سختی کے ساتھ پیش نہیں آتے، ناچار خود رحمتِ عالم ﷺ کے دامن میں پناہ لی اور اسلام قبول کیا، آنحضرت ﷺ نے صرف اس قدر فرمایا کہ ''میرے سامنے نہ آیا کرنا کہ تم کو دیکھ کر مجھے چچا کی یاد آتی ہے''۔

ہند ابوسفیان کی بیوی، جس نے حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کیا اور دل وجگر کے ٹکڑے کیے، فتحِ مکہ کے دن نقاب پوش آئی کہ آنحضرت ﷺ پہچان نہ سکیں اور بے خبری میں بیعتِ اسلام کر کے سندِ امان حاصل کرلے، پھر اس موقع پر بھی گستاخی سے باز نہ آئی، آنحضرت ﷺ نے ہند کو پہچان لیا لیکن اس واقعہ کا ذکر تک نہ فرمایا، ہند اس کرشمۂ اعجاز سے متاثر ہوکر بے اختیار بول اٹھی ''یارسول اللہ! آپ ﷺ کے خیمہ سے مبغوض تر خیمہ کوئی میری نگاہ میں نہ تھا، لیکن آج آپ ﷺ کے خیمہ سے کوئی زیادہ محبوب خیمہ میری نگاہ میں دوسرا نہیں''۔

(سیرۃ النبیؐ، جلد: دوم، ص: ۲۸۶-۲۸۷)

مولوی صفوۃ الرحمن صابر-حیدرآباد

استعاذہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ کی شیطان مردود کے شر سے)

اَلْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج (سورہ البقرہ:185) ترجمہ: (قرآن انسانوں کے لئے ہدایت اور وہ بھی کھلی کھلی ہدایت حق و باطل بتانے والی کتاب) سے قطعی ثابت ہے کہ انسانوں کی ہدایت کا واحد ذریعہ وسامان دنیا میں صرف قرآن ہی ہے اس لئے فرمایا" وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ " (سورہ الزمر:23 'الرعد:33) ترجمہ: (اور جن کو اللہ گمراہ کردیتا ہے پھر اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں) جس طرح سامان و ذرائع رزق کے بغیر رزق حاصل نہیں ہوسکتا' بالکل اسی طرح کتاب ہدایت سے ہدایت حاصل نہ کی جائے تو پھر کہیں سے بھی ہدایت نہیں مل سکتی، جو کہ رب العالمین کا بنایا ہوا اٹل قانونِ ہدایت ہے۔

بنی آدم کو ضرور مستحق دوزخ بنانے کا شیطان نے رب کو چیلنج کیا ہے (سورہ النساء:118)۔شیطان کے اس مقصد کا ذکر سورہ بنی اسرائیل آیت 62،53 'الحج آیت 4' فاطر آیت 6' فرقان آیت 29 میں بھی کہا گیا ہے تاکہ بنی آدم شیطان کے فریب سے بچنے کی کوشش کریں۔

شیطان اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قرآن پڑھنے والوں پر اپنے پورے حربے استعمال کرتا ہے تاکہ قرآن پڑھنے والوں کے دل و دماغ میں سب سے اہم و بنیادی بات دوزخ سے بچنے کی بجائے سعی و سفارش سے نجات ہوجانے کا وسوسہ پیدا کرتا ہے یعنی نجات کی بجائے دیگر باتوں کے اہم ہونے کے وسوسے پیدا کردیتا ہے۔ قرآن کے بارے میں شیطان کے شر سے بچنے کے لئے ہی "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" (سورہ النحل:98) ترجمہ: (پس (اے نبیؐ) جب بھی آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو (پہلے) شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں) کی دعا کرنے کا حکم دیا۔یعنی قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے معاملے میں شیطان کے شر سے بچانے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

یہ دعا کرنے کا حکم نبی کریم کو دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے معاملہ میں شیطان کا شر سب سے زیادہ خطرناک ہے۔اس خطرناک شر سے بچنے کے لئے جو قانون بنایا گیا ہے۔اس کو اسی سورۃ کی اگلی آیت میں بیان کیا ہے "اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ" عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ" (سورہ النحل: 99) ترجمہ: (یقیناً اس شیطان کا زور اُن

لوگوں پرنہیں چلتا جوایمان لائے ہیں اوراپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں) یہاں "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے مراد وہ لوگ ہیں جواپنے گناہ بخشوانے اور دوزخ سے بچنے کواپنا مقصد زندگی بنالئے ہیں اور "عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو گناہ بخشوانے اور دوزخ سے بچنے کے وہی طریقے اختیار کرتے ہیں جو رب نے اس کے لئے مقرر کردیا ہے جیسا کہ "وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا" (سورہ بنی اسرائیل:19) اور وہ کوشش کیا جیسی کوشش اس کے لئے کرنا ہے' فرمایا گیا۔ یعنی قرآن سے ہدایت حاصل کرنے میں شیطان کے شر سے وہی لوگ بچتے ہیں جو گناہ بخشوانے اور دوزخ سے بچنے کے طریقہ قرآن سے معلوم کرکے ان پر سنت رسولؐ اور اسوہ صحابہؓ (سبیل المومنین) کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کلمۂ استعانت

اللہ سے مدد مانگنے کے الفاظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان' بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ: اسم ذات ہے جس کا نام مختلف زبانوں میں مختلف رہا ہے اوراسی کو ہر زمانے میں تمام مخلوقات کا تنہا واکیلا خالق و پروردگار' موت وحیات کا مالک' حاجت روا' قادرِ مطلق اور مختار کل مانا گیا ہے۔

الرحمٰن اور الرحیم' دونوں رحم سے مشتق ہے اور یہی دو اسماء الٰہی کے تحت دنیا وآخرت کا پورا نظام چل رہا ہے (سورہ فاتحہ:2' البقرہ:۱۶۳)۔

الرحمٰن: بنی آدم کا عمل کے ذریعہ امتحان لینے کی غرض سے رحمانیت کے تحت ہی دنیا کو مادّی وٹھوس اسباب کے ذریعہ دارالاسباب ربّ العالمین نے بنادیا ہے جہاں ان اسباب کے بغیر ایک گھونٹ پانی کا ملنا بھی ممکن نہیں۔ اس لئے بلا اسباب کے بھی نفع ونقصان ہونے کے وسوسے پیدا کرنے اوراس میں مبتلا ہونے والوں کو الرحمٰن کا نافرمان کہا گیا ہے (سورہ مریم: 44) اور بلا اسباب کے بھی نفع ونقصان پہنچنے کی بات ماننے والوں کو رحمانیت کا انکار کرنے والا قرار دیا گیا ہے (رعد: 30)۔ مختصر یہ کہ اشیاء کو پیدا کرنا اور اُس میں تاثیر رکھنا رحمانیت ہے اور صحیح وغلط اطاعت و نافرمانی کا پورا پورا بدلہ دینا رحمانیت ہی ہے۔

قابل غور اور قابل اصلاح بات یہ ہے کہ پرورش وحاجت براری کے اس ٹھوس و مادّی نظامِ الٰہی کے خلاف وسوسے پیدا کرکے بنی آدم کی اکثریت کو رب کا ناشکرا بنانے کا شیطان نے چیالنج کیا ہے (سورہ اعراف: 17)۔

مندرجہ بالا ذکر کی روشنی میں دنیا دارالاسباب میں عمل کرنے کی بجائے جینے کی تمام باتیں جادو' نحوست' برکت' سایہ سپٹ' تعویذ گنڈا' جھاڑ پھونک' دم اور نظر بد وغیرہ محض وسوسے ہیں جو محض شیطان کے پیدا کردہ ہیں۔

الرحیم: (بار بار رحم کرنے والا) گناہ پر فوری سزانہ دینا اور توبہ کرنے سے گناہ معاف کردینا رحیمیّت ہی ہے اور "وَکَانَ بِالْمُو ؟ْمِنِیْنَ رَحِیْمًا" (سورہ احزاب:43) ترجمہ: (اور وہ ایمان لانے والوں پر بہت ہی رحم کرتا ہے)

یعنی اہل ایمان پر خصوصی طور پر رحیم ہونے کی بات فرمائی گئی ہے جس کی تصدیق کے لئے انسانی تاریخ کے اُن واقعات کو بیان کیا گیا ہے جس میں دعوت الی اللہ کی آواز کو بند کرنے کے لئے داعی ہی کو مار ڈالنے کی جب سازش کی گئی، تو سازش کرنے والوں کو ہلاک کر کے داعی اور اس کا ساتھ دینے والوں کو بچالینے کی بات سورہ الشعراء: 9، 68، 104، 159، 175، 191 میں بھی بیان کی گئی ہے۔

ایک مقررہ دن سب کو زندہ کر کے ان کے اعمال کے لحاظ سے اُن کو جزاء دینا بھی رحیمیّت کا عین تقاضہ ہے (سورہ انعام: 12)۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" (سورہ النمل:30) کا ایک مستقل جز ہے سلیمانؑ ملکہ سبا کے نام جو خط بھیجے اس کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے کی گئی تھی۔ سورہ توبہ کے سواء اُس کا قرآن کی ہر سورۃ کی پہلی آیت ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے۔

ہر کام "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے شروع کرنا بظاہر معمولی سا عمل نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں ان الفاظ کے ذریعہ بندہ یہ اعتراف کر رہا ہوتا ہے کہ میں اپنے بل بوتے پر اس کام کو نہ صحیح طریقہ سے کرسکتا ہوں اور نہ تو اس کو صحیح طریقہ سے مکمل کرسکتا ہوں۔

رب کا نام لینے سے ہر کام کے اچھے یا برے ہونے کا خود بخود احساس ہوجاتا ہے جس سے بہت سے بُرے کام کرنے سے بچ جاتا ہے یا بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے کوئی بھی نافرمانی کرلیتا ہے یا ہوجاتی ہے تو فوری اُس کا احساس خود بخود ہوجاتا ہے اور اس کے بُرے انجام سے بچنے کے لئے توبہ اور اصلاح کا خیال ضرور آتا ہے اور ایسا کرنے کی رب ہی نے ہدایت دی ہے۔ "وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" (سورہ الحشر: 18) ہر نفس (ہر عمل کرنے سے پہلے) دیکھ بھال لے کہ وہ آخرت کے لئے اب تک کیا ذخیرہ بھیج چکا ہے اور اب کیا بھیجنے جارہا ہے۔

شیطان کے بہکاوئے نفس کی خواہشات اور ماحول کی ترغیبات سے آزمائش اور امتحانی زندگی میں بنی آدم کا اپنے طور پر کامیاب ہونا قطعی ناممکن تھا اور ہے۔ اسی لئے پروردگار نے اُن کو ایسے طریقے بتلائے جن پر عمل کرنے سے امتحان میں کامیاب ہونا آسان ہوجائے ان ہی طریقوں میں سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کلمات سے اپنے ہر کام کی ابتداء کرنے کا طریقہ پیغمبر کے ذریعہ بتایا (سورہ النمل:30)۔

ملحوظ رہے کہ زمانہ دراز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بجائے 786 یا باسمہ تعالیٰ لکھا جارہا ہے۔ اس طرح اللہ الرحمٰن الرحیم کی طرف صحیح طور پر رجوع ہونے سے اپنے آپ کو محروم کرنا ہے جو قابل اصلاح ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بار بار رحم کرنے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْاَسْمَآءَ وَالْبَیَان

(تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے انسان کی تخلیق فرمائی اور اسماء کا علم (چیزوں کی صفات) اور اُن کو برتنا سکھایا)۔

ڈاکٹر نادر المسدوسی۔صدر بزم علم وداب، حیدرآباد

سلطنت آصفیہ کی بنیاد اور دور حکومت

آصف جاہ اول نواب میر قمر الدین خاں بہادر کا سلسلہ نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو پہنچ کر خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابو بکر سے جا ملتا ہے آصف جاہ اول کے دادا خواجہ عابد عربی النسل قریشی تھے انکا اصل وطنی مالوف سمرقند تھا۔ان کے والد ماجد سمرقند کے اعظم رجال تھے۔شاہ توران کے دربار سے انہیں عالم العلماء کا خطاب مرحمت ہوا تحصیل علم سے فارغ ہوکر بخارا تشریف لے گئے اور وہاں اپنی خاندانی وجاہت وعلم وفضل سے ممتاز ومشہور ہوئے۔تزکیہ نفس،زہد وتقوی میں ایسے مشہور ہوئے کہ مرجع خلائق بن گئے۔اور اسی فیض رسانی نے آپ کو صاحب ارشاد بنا کر شیخ کا درجہ عطا کیا اور منصب قضاۃ پر فائز ہوئے پھر شیخ الاسلام کے واجب الاحترام عہدہ پر ممتاز ہوئے۔

1069ھ م 1658ء میں خواجہ عابد ہندستان تشریف لائے اور شہنشاہ شاہ جہاں کے دربار میں شریک ہوئے شہنشاہ نے ان کی خاندانی وجاہت اور علم وفضل کو مدنظر رکھتے ہوئے تعظیم وتکریم سے پیش آئے اور منصب خاص سے سرفراز کیا۔کچھ دن بعد انہیں سہزادہ محی الدین محمد اورنگ زیب کا مصاحب مقرر کیا اور صدر الصدور کے جلیل القدر عہد پر سرفراز فرمایا۔

1069ھ م 1659ء میں محی الدین محمد اورنگ زیب نے عالمگیر کا لقب اختیار کرتے ہوئے اپنے شہنشاہ شاہ جہاں کو گرفتار کردیا اور خود جانشین ہوگئے۔

1070ھ م 1659ء میں خواجہ عابد کی قابلیت اور اوصاف حمیدہ کی بنا پر عالمگیر نے اپنے وزرائمیں شامل کرلیا۔

1077ھ م 1666ء میں خواجہ عابد کو اجمیر شریف کا صوبہ دار مقرر کیا۔

1079ھ م 1668ء میں ملتان کی صوبہ داری پر تقرر عمل میں آیا۔جب اورنگ زیب عالمگیر بیجاپور کی تسخیر کے لئے نکلے تو یہ بھی ان کے ہم رکاب تھے۔اسی عرصہ میں اپنے خاندان کو جو یہ بخارا میں چھوڑ آئے تھے ہندستان بلوائے۔

خواجہ عابد قلیچ خاں فرزند میر شہاب الدین کی ولادت 1079ھ م 1668ء میں توران میں ہوئی تھی۔ان کی والدہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں ان ہی کی زیر پرورش ابتدائی تعلیم وتربیت پائی۔خواجہ عابد قلیچ خاں بہادر کے بلوانے پر وہ ہندستان تشریف لائے اور ایک مینا کاری ڈھال جو سمرقند سے اپنے ساتھ لائے تھے۔شہنشاہ اورنگ زیب کو نذر گزرانی۔

میر شہاب الدین کو اپنے والد محترم خواجہ عابد قلیچ خاں بہادر کے مرتبہ ومقام کی بناء پر ایک عہدہ پر فائز کیا گیا او رسب سے پہلے انہیں اودے پور کے رانا کے خلاف مہم پر روانہ کیا۔انہیں کامیاب لوٹنے پر ''خاں'' کے خطاب سے نوازا گیا اور منصب جاری کی گئی۔

1083ھ م 1672ء میں خواجہ عابد حج بیت اللہ شریف کی ادائی کے بعد واپس ہندستان آئے۔

1088ھ م 1677ء میں انہیں قلیج خاں (بڑی تلوار) کا خطاب عطاء کیا گیا۔اس طرح یہ خواجہ عابد قلیج خاں بہادر کے نام سے مشہور ہوئے۔

1090ھ م 1679ء میں خواجہ عابد قلیج خاں بہادر ملتان کے گورنر مقرر ہوئے۔

1091ھ م 1680ء میں میر شہاب الدین خاں کو ایک درباری مصاحب میر حسن علی خاں جو رانائے اودے پور کے تعاقب میں لا پتہ تھے ان کی دریافت کے لئے روانہ کیا گیا۔انہوں نے صرف دو ہی دن میں ان کا پتہ لگانے میں کامیابی حاصل کی۔اس بنا پر انہیں واروغہ عرض بیگی (وہ عہدہ دار جس کے زریعہ بادشاہ حضور میں گزارشات پیش کی جاتی ہیں) کے عہد جلیلہ پر فائز کیا گیا۔1092ھ م 1681ء میں میر شہاب الدین خاں سرکشوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا گیا جہاں پر انہوں نے بڑی جانبازی سے مقابلہ کرتے ہوئے مرہٹوں کے قلعہ کو فتح کیا جس پر انہیں غازی الدین خاں کا خطاب عطا کیا۔

1095ھ م 1683ء میں مرہٹوں نے دوبارہ سر اٹھایا یو شہنشاہ عالمگیر نے غازی الدین خاں بہادر کو سنبھا مرہٹے کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح حاصل کی۔اس کامیابی پر انہیں ''فیروز جنگ'' کا خطاب مرحمت فرمایا گیا۔اور ظفر آباد کی صوبہ داری دی گئی۔

عادل شاہی حکومت بیجا پور کے محاصرہ میں سہزادہ محمد آعظم کی فوج محصور ہو کر عدم فراہمی رسد سے بھوکوں مر رہی تھی یو اورنگ زیب عالمگیر نے غازی الدین خاں فیروز جنگ بہادر کو رسد فراہم کرنے کی ذمہ داری سونپی ۔فیروز جنگ نے بڑی ہی فہم وفراست اور حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بنجاروں کو فراہم کر کے رسد جمع کیا و ر بیجا پور کی طرف معہ فوج کوچ کیا۔بیجاہور کیسرداران جوشہزادہ محمد آعظم اور ان کی فوج کو گھرے ہوئے تھے فیروز جنگ اور ان کے بھائی مجاہد خاں نے فوراً حملہ کر دیا۔دشمن سنبھل نہ پائے اور راہ فرار اختیار کی۔تمام سامان رسد اور مال غنیمت لے کر یہ شہزادہ محمد آعظم اور ان کے لشکر کو بہ حفاظت آزاد کروایا ۔شہزادہ بے حد مسرور ہوا اور اٹھ کر انہیں گلے لگا لیا اور اپنا ملبوس خاص انہیں مرحمت فرمایا۔شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کو اس کے سر کرنے کی اطلاع پہنچی تو فیروز جنگ کے لئے دعا فرمائی ۔''جس طرح فیروز رجنگ نے تیموری خاندان کی عزت بچائی ہے اسے اس کی اولاد کو بھی تا قیامت با آبرو رکھے''اور فیروز جنگ کو''فرزندار جمند'' کا خطاب دیا۔

1097ھ م 1685ء میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ہمراہی خواجہ عابد قلیج خاں بہادر سپہ سالار کی حیثیت سے قلع کولکنڈہ کے محاصر میں شریک رہے بادشاہ کے حکم سے قلعہ کی دیوار ک یباہر حملہ کی تیاری میں مصروف تھے کہ اچانک زنبور (توپ) کا ایک گولہ ان کے داہنے شانے کی جوڑ پر پڑا اور بازو شانے سے جدا ہو گیا اس کاری زخم کے باوجود بھی یہ ثابت قدمی سے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ میں واپس آئے اس قدر زخمی حالت اور تکلیف کے باوجود انہوں نے بائیں ہاتھ سے قہوہ نوش فرمایا۔حقہ پی رہے تھے اور احباب سے گفتگو میں مصروف رہے اور جراح ہڈیوں کے ریزے چن چن کر پٹی باندھ رہے تھا۔عالمگیر کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مزاج پرسی کے لئے اسد خاں عمدۃ الملک کو بھیجا اور سخت صدمہ اور دکھ کا اظہار کیا۔اسی حالت میں خواجہ عابد قلیج خاں تین دن بعد اس دنیائے فانی

سے رخصت ہوئے۔اور قلعہ گولکنڈہ کے عقب عطا پور میں سپرد لحد کئے گئے۔ اس طرح انہوں نے دکن میں اپنی اموات سے یہ مہر لگادی کہ آئندہ دکن میں ان کی اولاد کی حکومت ہوگی اور اپنے مدفن سے آصفجاہی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

فیروز جنگ اپنے والد بزرگوار خواجہ عابد قلیج خاں بہادر کے ساتھ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ میں شریک تھے اس جنگ میں اس کی آنکھ پر زخم آئے۔بعدازاں مرحوم باپ کے امتیازات ومناصب جلیل القدر بیٹے فیروز جنگ کو عطا کئے گئے۔کچھ عرصہ بعد انکی بصارت زائل ہوگئی۔

میر شہاب الدین خاں بہادر فیروز جنگ کی اہلیہ سعید النساء بیگم دختر سعد اللہ خاں عمدۃ الملک (وزیر شاہجہاں) کے بطن سے 14 / ربیع الثانی 1082ھ م 1671ء کو لڑکا تولد ہوا۔فیروز جنگ نے حسب روایت شہنشاہ عالمگیر کو نذر گزرانی شہنشاہ نے اس نومولود کا نام قمر الدین رکھا اور فرمایا اس لڑکے کی پیشانی پر ستارہ نیک بخت ہے اور لفظ ''نیک بخت'' سے مادتاریخ 1082ھ نکلتی ہے۔شہنشاہ اورنگ زیب نے قمر الدین کی تعلیم وتربیت مغل شہزادوں کے ساتھ فرمائی۔

1102ھ م 1690ء میں انہیں (قمر الدین) کو ایک ہاتھی اور خطاب ''چین قلیج خاں'' (چھوٹی تلوار) سے نوازا۔اور ایک زمرد کی انگوٹھی پر ''چین قلیج خاں'' کندہ کیا جا کر مرحمت فرمائی۔

1102ھ م 1697ء میں قمر الدین کو مفسدان ناگوری کی تنبیہہ کیلئے جو ہاکر کوڑ کے نواح میں تھے معمور کئے گئے۔ جہاں سے یہ کامیابی کے بعد 1110ھ م 1698ء کو واپس لوٹے تو انہیں بیجاپور کی صوبے داری مرحمت کی۔اور قلعہ واکنکر کی تسخیر کے لئے روانہ کیا گیا۔جانفشانی کے ساتھ اس مہم کو بھی سر کرلیا۔بعد فتح واکنکر میں تمام انتظامات اور امن وامان کے قیام کے بعد 1117ھ م 1705ء کو واپس ہوئے تو شہنشاہ نے انہیں پانچ ہزار منصب سے سرفراز کیا۔

1118ھ م 1707ء میں شہنشاہ عالمگیر 49 / سال تک حکمرانی کرنے کے بعد اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔عالمگیر کی وفات کے بعد محمد معظم قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوئے۔

1120ھ م 1708ء میں دکن ہونے کے بعد محمد معظم بہادر شاہ کچھ دن کے لئے حیدرآباد میں رونق فروز رہے۔

محمد معظم شاہ کے انتقال کے بعد معز الدین محمد جہاندار شاہ تخت نشین ہوئے مگر دس ماہ بعد قتل کردئے گئے۔ پھر ان کے بھتیجے جلال الدین محمد فرخ سیر تخت نشین ہوئے۔

اس زمانے میں سید حسین علی خاں وسید عبد اللہ خاں قطب الملک جو سپہ سالاران لشکر تھے۔سید حسین علی خاں گورنر دکن تھے اور الہ آباد کے حاکم سید عبد اللہ تھے۔انہیں سید بھائیوں نے امور سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔گویا بادشاہ کو شطرنج کا مہرہ بنا رکھا تھا۔وہ جس کو چاہتے قتل کروادیتے یا ہٹا دیتے تھے اور جس کو چاہتے تخت نشین بنا دیتے تھے۔اس بنا پر انہیں سید بھائیوں کو سادات بارہہ اور بادشاہ گر جاتا۔

فرخ سیر برائے نام بادشاہ تھا اسی زمانے میں گجرات کی فتح کے بعد قمر الدین خاں بہادر کو فتح جنگ نظام الدولہ اور نظام الملک کے خطاب سے سرفراز کئے گئے۔

سادات بارہہ نظام الملک کی فراست' تدبیر اور

شجاعت سے خوفزدہ ہوکر انہیں دہلی سے باہر رکھنے کی خاطر دکن کی صوبہ داری وکرناٹک کی فوج داری دل واکر بھیج دیا تا کہ حکومتی انتظامات میں راستہ صاف رہے۔

1173ھ م 1724ء میں مغلیہ سلطنت کی باگ ڈور محمد شاہ کے ہاتھ میں تھی ان کے عہد حکمرانی میں قمرالدین نظام الملک کو آصف جاہ کا خطاب دیا گیا۔نظام الملک آصف جاہ کا شمار مغلیہ سلطنت کے اکابر امراء میں ہوا کرتا تھا انہوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت سے بادشاہ محمد شاہ کے آخر سلطنت تک مسند امارت جلوہ افروز رہے اور دکن کے چھ علاقوں (صوبوں) پر رفاہ خلائق وفلاح رعایا کے ساتھ صوبیداری کی بحسن خوبی نہ صرف اپنی زمہ داری کو بٹھایا بلکہ حق ادا کیا اس طرح دربار مغلیہ سلطنت کے علاوہ عوام میں بھی بے حد پسندیدہ اور مقبول رہے۔لیکن جب وہ شاہ کے دور حکمرانی میں سعادت خاں جو در اصل خراسان کا ایک سوداگر تھا اودھ کا مالک بن بیٹھا' بنگال' بہار' اور اوڑیسہ کا صوبہ دار علی دلاور خاں نے بھی اپنی خودسری کا اعلان کردیا۔پنجاب میں سکھوں نے' روہلکھنڈ میں روہیلوں نے سر اٹھایا۔اس طرح محمد شاہ کی مغلیہ سلطنت کمزور ہو چکی تھی اور حکومت شاہی محل ہی کیا ندر محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ایسے میں نواب میر قمر الدین بہادر نظام الملک آصف جاہ (اول) نے بھی دکن پر خودمختاری کا اعلان کردیا اس طرح 11راکتوبر 1724ء سے دکن پر آصفجاہی حکومت کا آغاز ہوا۔

1152ھ م 1739ء میں جس وقت نادرشاہی ہنگامہ اور قتل عام برپا ہوا اس وقت مغلیہ سلطنت کا دارالخلافہ شاہجہاں آباد ہی میں تھا نادرشاہ غیض وغضب کی حالت میں اپنی تلوار بے نیام لئے بیٹھا تھا ایسے غضبناک اور نازک حالات میں جب کہ نادرشاہ کے سامنے جانے کی کسی میں ہمت نہ تھی آصفجاہ نے بڑی ہی جرأت اور ہمت کے ساتھ کام لیتے ہوئے لیکن عجز وانکساری کے ساتھ قتل عام کی امان طلب کی اور ایک شعر پڑھا ۔

کس نہ ماند کہ اوں بہ تیغ ناذ کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق زاوہا دکشی

اور پھر ایران فوج کی ظلم وزیادتی ' بے بس شہریوں کی خوں ریزی کے حالات کو کچھ ایسے انداز سے پیش کیا کہ آن کی آن میں پھر دل انسان کو موم بنا دیا اور نادرشاہ نے اپنی تلوار نیام میں ڈال دیا اس طرح یہ قتل عام آصفجاہ کے تدبر اور فراست سے تھم گیا یہی نہیں بلکہ آصفجاہ کی دلیری اور ان کے کردار سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے کہا ''میں تم جیسا کسی اور شخص کو نہیں دیکھا۔تم ہی حکمرانی اور فرمانروائی کے قابل ہو۔بادشاہ محمد شاہ میں یہ صلاحیت نہیں ہے میں تم کو یہاں کا بادشاہ بنا دیتا ہوں تمہارے ساتھ اپنے دس ہزار سپاہیوں کو چھوڑ جاؤں گا تا کہ اگر تمہارے حکم سے کوئی انحراف کرے تو اس کے جسم سے کھال نکال ڈالیں'' مگر آصفجاہ کی خاندانی شرافت' وفا شعاری اور پاک دامنی اس بات کو کب قبول کرسکتی تھی۔انہوں نے اس کا جواب بہت ہی تدبر اور فراست سے اس طرح دیا کہ ''بیشک آپ (نادرشاہ) کی قوت وعظمت کا یہی حال ہے لیکن یہ تجویز آپکے لئے مناسب حال نہیں ہے''۔نادرشاہ نے ازراہ تعجب اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا اعتراف عالم میں اس کا شہرہ ہو چکا ہے کہ آپ نے بادشاہ ہندوستان سے عہدو پیان کرکے سلطنت انہی کی بخش دی ہے اب اگر بادشاہ کو معزول کروگے تو دنیا آپ کو بدعہد اور بدقول کہنے لگے گی اور میں نمک حرام

مشہور ہو جاؤں گا۔حالانکہ بدعہدی اور بدقولی مستقل مزاج بادشاہوں کے لئے زیبانہیں دیتی ۔نادرشاہ اس گفتگو سے لاجواب ہوگیا۔اورصفجاہ اول کی نیک خیالی پر تحسین آفریں داددی اسطرح مغلیہ سلطنت بچ گئی۔

اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ آپ سلطنت مغلیہ کے کس قدر وفادار تھے یہ آپ کا عدیم النظیر وفادارانہ ایثار ہی تھا کہ آپ نے باوجو دنادرشاہ کی خواہش کے تاج وتخت مغلیہ کے پیشکش کو ٹھکرادیا۔ورنہ سلطنت مغلیہ کے ساتھ غداری کرنا مقصود ہوتا تو صرف خطہ دکن پر اکتفاء نہ کرتے بلکہ بآسانی سلطنت مغلیہ پر قبضہ کر لیتے ۔

نظام الملک آصف جاہ اول کوعوام الناس سے بے حد محبت اور رانتہا ہمدردی تھی کبھی اپنی ذات سے دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچائی حتیٰ کہ جنگ کے موقع پر بھی دشمن کے سپاہی جو مارے جاتے ان ک پسماندگان کے بڑی ہمدردی سے پیش آتے اور گرفتار شدگان کے ساتھ نہایت مہربانی کا برتاؤ کرتے ۔اپنے تیس سال طویل دور حکومت میں کبھی بھی آپ نے بذات خودایک شخص کے قتل کا بھی حکم صادر نہیں فرمایا۔انسان تو انسان آپ حیوان کو بھی اپنی طرف بلاوجہ تکلیف پہنچنے نہ دیتے۔اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ:

اثنائے سفر کرشنا کے مقام پر کیا رتھا۔اتفاقاًایک مینا آپ کے خیمہ میں گھونسلہ بنا کر اس میں انڈے دے دیئے۔کوچ کے روز فراشوں نے اس کی اطلاع دی۔آپ نے حکم دیا''تاوقتیکہ انڈوں سے بچے نکل کراڑنہ جائیں خیمہ اسی جگہ کھڑا رہے''اور پھر خیمہ کی حفاظت کے لئے دوسو پیادے چھوڑ کر آگے کوچ کیا۔دو مہینے کے بعد عرضی پہنچی کہ اب مینا کے بچے اڑنے لگے ہیں تب حکم ہوا کہ''خیمہ اٹھوا کر لایا جائے''۔

اس قدرامارات وریاست کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچنے کے باوجود دین کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑااورتادم زیست اس پر سختی سے کاربندرہےاورعبادت وریاضت میں کسی قسم کی کمی آنے نہ دی۔پانچوں وقت کی نمازوں کے علاوہ بلاناغہ تہجد کی نمازیں پڑھتے اوراورنمازے فرض جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرتے ۔کبھی بے وضونہی ں رہتے ۔نماز جمعہ کے بعد مقابر کی زیارت کرتے تھے۔بزرگان دین سے بڑی عقیدت تھی آپ وقت کی بڑی قدر کرتے تھے ہمیشہ اچھے کاموں میں وقت گزارتے ۔ بیکار رہنا قطعی پسند نہ کرتے اور نہ ہیں بے جا تکلفات کو پسند فرماتے بلکہ آپ کی طبیعت میں بہت ہی سادگی تھی۔

نظام الملک آصفجاہ اول نے 79 سال عمر پائی۔ ابتدائی بیس سال اپنے والد ماجد کی خدمت میں گزارے ۔سلطنت مغلیہ کے اعلیٰ ترین عہدے پر فائز رہے اور چوبیس سال حیدرا آباد دکن پر فرمانروئی کی۔ آصفجاہ کے چھ صاجزادے اور چھ صاجزادیاں تھیں۔

صاجزادے (1) حافظ محمد غازی الدین خاں فیروز جنگ (2) نواب میر احمد خاں ناصر جنگ (3) نواب میر محمد خاں صلابت جنگ (4) میر نظام الدین علی خاں آصفجاہ ثانی (5) میر محمد شریف خاں بسالت جنگ (6) میر مغل علی خاں ہمایوں جاہ۔

صاجزادیاں:	منسوب بہ
خیرالنساءبیگم	خاں رستم جنگ
افشاں بیگم	واجہ باباخاں سادات بخارا

مکرمہ بانو بیگم — میر کلاں قیام جنگ
صاحبزادیاں — منسوب بہ
ماہ بانو بیگم — اخلاص خاں
جستہ بانو بیگم — مغل ولایتی
محسنہ بیگم — مغل ولایتی

(1) نواب میر قمرالدین خاں بہادر۔ فتح جنگ۔ نظام الملک آصف جاہ اول

والدہ ماجدہ کا نام: بلند اختر دختر سعد اللہ خاں (وزیر شاہجہاں)
والد بزرگوار کا نام: میر غازی الدین خان فیروز جنگ
تاریخ ولادت: 14 ربیع الثانی 1082ھ مطابق 10 / جون 1670ء
تاریخ جلوس تخت نشینی: 1137ھ مطابق 11 / اکتوبر 1724ء
انتقال: 4 جمادی الثانی 1161ھ مطابق 12 / مئی 1748ء
دور حکمرانی: 24 سال
تدفین بمقام: درگاہ حضرت برہان الدین غریبؒ کے احاطہ میں (خلد آباد)

(2) نواب میر احمد خاں ناصر جنگ۔ نظام الدولہ فرزند دوم آصفجاہ اول

والدہ ماجدہ کا نام: سید النساء بیگم
والد بزرگوار کا نام: نواب میر قمرالدین خاں آصفجاہ اول
تاریخ ولادت: 18 محرم الحرام 1124ھ مطابق 1712ء
تاریخ جلوس تخت نشینی: 9 جمادی الثانی 1 1 6 1ء مطابق 1748ء
انتقال (شہادت): 17 محرم الحرام 1164ھ مطابق 1750
دور حکمرانی: 2 سال 7 ماہ
تدفین: درگاہ حضرت برہان الدین غریبؒ کے احاطہ میں (خلد آباد)

(3) نواب ہدایت محی الدین خان۔ مظفر جنگ فرزند متوسل خاں رستم جنگ

والدہ ماجدہ کا نام: خیر النساء بیگم دختر آصفجاہ اول
والد بزرگوار کا نام: متوسل خاں رستم جنگ
تاریخ ولادت:
تاریخ جلوس تخت نشینی: 17 محرم الحرام 1164ھ مطابق 1750ء
انتقال: 17 ربیع الاول 1164ھ مطابق 3 / فبروری 1751ء
دور حکمرانی: 2 ماہ
تدفین:

(4) نواب میر محمد خان۔ صلابت جنگ فرزند سوم آصفجاہ اول

والدہ ماجدہ کا نام: صاحب بیگم
والد بزرگوار کا نام: نواب میر قمرالدین خاں بہادر آصفجاہ اول
تاریخ ولادت: 1130ھ مطابق 1717ء
تاریخ جلوس تخت نشینی: 20 ربیع الاول 1164ھ مطابق 1751ء
قید: 14 ذی الحجہ 1175ھ مطابق 1760ء
انتقال: 20 ربیع الثانی 1177ھ مطابق 6 سپٹمبر 1763ء

دورحکمرانی: 11 سال 8 ماہ 26 دن

تدفین: درگاہ شیخ المشائخ حضرت شمس الدین ملتانیؒ کے احاطہ میں (بیدر شریف)

(5 نواب میر نظام الدین علی خاں۔ فتح جنگ۔ اسد جنگ
نظام الدولہ۔ نظام الملک۔ آصفجاہ دوم
فرزند چہارم آصفجاہ اول

والدہ ماجدہ کا نام: عمدہ بیگم

والد بزرگوار کا نام: نواب میر قمر الدین خاں بہادر آصفجاہ اول

تاریخ ولادت: یکم شوال المکرم 1146ھ مطابق 7/مارچ 1734ء

تاریخ جلوس تخت نشینی: 14 ذی الحجہ 1175ھ مطابق 1760ء

انتقال: 17 ربیع الثانی 1218ھ مطابق 16/اگست 1803ء

دورحکمرانی: 43 سال 4 ماہ 3 دن

تدفین: صحن مکہ مسجد۔ حیدرآباد (اپنی والدہ کے پہلو میں)

(6) نواب میر اکبر علی خاں سکندر جاہ بہادر
اسد الدولہ۔ آصف الملک۔ آصفجاہ سوم
فرزند آصفجاہ دوم

والدہ ماجدہ کام نام: تہنیت النساء بیگم

والد بزرگوار کا نام: نواب میر نظام علی خاں آصفجاہ دوم

ولادت: یکم رجب المرجب 1183ھ مطابق 11/اکتوبر 1771ء

تاریخ جلوس تخت نشینی: 22 ربیع الثانی 1218ھ مطابق 1803ء

انتقال: 17 ذی قعدہ 1244ھ مطابق 21/مئی 1829ء

دورحکمرانی: 26 سال 6 ماہ 2 دن

تدفین: صحن مکہ مسجد۔ حیدرآباد

(7) نواب میر فرخندہ علی خان۔ ناصر جنگ
ناصر الدولہ۔ فتح جنگ۔ آصفجاہ چہارم
فرزند آصفجاہ سوم

والدہ ماجدہ کا نام: فضیلت النساء بیگم

والد بزرگوار کا نام: نواب میر اکبر علی خاں سکندر جاہ آصفجاہ سوم

ولادت: 24 رمضان المبارک 1208ھ مطابق 1794ء

تاریخ جلوس تخت نشینی: 20 ذی قعدہ 1244ھ مطابق 1829ء

انتقال: 22 رمضان المبارک 1273ھ مطابق 17/مئی 1857ء

دورحکمرانی: 28 سال 1 ماہ 2 دن

تدفین: صحن مکہ مسجد۔ حیدرآباد

(8) نواب میر تہنیت علی خاں۔ افضل الدولہ
فتح جنگ۔ نظام الملک۔ آصفجاہ پنجم
فرزند آصفجاہ چہارم

والدہ ماجدہ کا نام: شہزادی دلاور النساء بیگم

والد بزرگوار کا نام: نواب میر فرخند علی خاں۔ آصفجاہ چہارم

ولادت: 20 ربیع الاول 1243ھ مطابق 1827ء

تاریخ جلوس تخت نشینی: 24 رمضان المبارک 1273ھ مطابق 20/مئی 1857ء

دورحکمرانی: 12 سال 1 ماہ 9 دن

تدفین: صحن مکہ مسجد۔حیدرآباد

(9)نواب میر محبوب علی خاں بہادر

نظام الدولہ فتح جنگ آصفجاہ ششم

فرزند آصفجاہ پنجم

والدہ ماجدہ کا نام: شہزادی واجد النساء بیگم

والد بزرگوار کا نام: نواب میر تہنیت علی خاں بہادر آصفجاہ پنجم

تاریخ ولادت: 5ربیع الثانی 1283ھ مطابق 17 اگست 1866ء

تاریخ جلوس تخت نشینی: 13ذی قعدہ 1285ھ مطابق 1869ء

انتقال: 4رمضان المبارک 1329ھ مطابق 19/ اگست 1911ء

دور حکمرانی: 43سال 9ماہ 22دن

تدفین: صحن مکہ مسجد۔حیدرآباد

(10)نواب میر عثمان علی خاں بہادر

نظام الدولہ۔فتح جنگ۔نظام الملک۔مظفر الملک۔آصفجاہ ہفتم

فرزند آصفجاہ ششم

والدہ ماجدہ کا نام: امتہ الزہرہ

والد بزرگوار کا نام: نواب میر محبوب علی خاں بہادر (آصفجاہ ششم)

تاریخ ولادت: 30جمادی الثانی 1303ھ مطابق 15/اپریل 1886ء

تاریخ جلوس تخت نشینی: 5رمضان المبارک 1329ھ مطابق 20/اگست 1911ء

حکومت آصفیہ کا اختتام: 17 ستمبر 1948ھ (پولس ایکشن کے بعد حیدرآباد دکن ہندوستان میں انضمام)

دور حکمرانی: 37سال

انتقال: 24/فبروری 1967ء

تدفین: مسجد جودی کنگ کوٹھی۔حیدرآباد۔ (والدہ ماجدہ کے پہلو میں)

پرچم آصفی

ڈی ایف کراکائی کی کتاب ''فیبولیس مغل'' میں درج ہے کہ ایک مرتبہ نظام الملک (آصفجاہ اول) دہلی تشریف لے جارہے تھے تو برہان پور اور خلدہ آباد کے درمیان جب کہ وہ نوجوانی کے عالم میں تھے راستے میں سڑک کے کنارے ایک بزرگ کے مکان کے سامنے ٹھہر گئے۔ان بزرگ نے انہیں اپنے پاس بلایا اوران کے پاس جو کچھ موجود تھا کھانے کے لئے کہا۔روٹی چھوٹی تھی جو کلچہ کہلاتی ہے اس وقت نظام الملک کو بھی بھوک کی شدت رہی نہوں نے تین چار کلچے کھائے اوراس خیال سے انہوں نے محترم بزرگ کی غذا میں کھالیا ہے ہاتھ کو روک لیا۔بزرگ نے کہا میرے گھر میں اور بھی روٹیاں ہیں فرزندتم بصد شوق جس قدر کھا سکتے ہو کھاؤ یہ سب تمہارے لئے ہیں نظام الملک نے پانچواں پھر چھٹا کلچہ کھالیا اور بزرگ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے،جنہوں نے خاموشی کے ساتھ سر کو جنبش دی اور فرمایا میرے عزیز صاحبزادے اور کھاؤ۔نظام الملک نے ایک اور کلچہ کھایا۔اب وہ شکم سیر ہو چکے تھے انہوں نے کہا اب کھالیا ہے۔یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ پیٹ اور سینہ پر پھیرا اور سر کو خم کرتے ہوئے اظہار تشکر کیا ۔بزرگ نے مزید اصرار کیا لیکن نظام الملک نے شکریہ ادا کرتے ہوئے منع فرمایا اس پر پیر مرد نے کہے ''میرے

بیٹے اب جاؤ! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو اس کی رحمتیں تم پر سایہ فگن رہیں تمہارے خاندان میں سات پشتوں تک بادشاہت قائم رہے گی"۔

فی الحقیقت ایسا ہوا، آصف جاہی مملکت تک بادشاہت قائم رہی ۔اس طرح پرچم آصفی 17 ستمبر 1948 تک آصفجاہی مملکت کا نشان بن کر حیدرآباد دکن کی آزاد فضاؤں میں اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ لہراتا رہا۔بعد ازاں 24 فروری 1967 تک آصف جاہ سابع نواب میر عثمان خاں بہادر کے ذاتی پرچم کی حیثیت سے ان کے شاہی محل کنگ کوٹھی پر لہراتا رہا اور جب آپ نے اس دار فانی سے کوچ کیا تو مکہ مسجد میں نماز جنازہ ابدی خواب گاہ کی طرف روانہ ہوا تو ہزاروں خواتین اور تقریباً دس لاکھ نفوس نے دیکھا کہ یہی پرچم آصفی اپنے آخری فرمانروان سلطنت اور قومی یکجہتی کے علم بردار آصفجاہ سابع نواب میر عثمان علی خاں کے سینے سے چمٹا ہوا ہے۔

قومی ترانہ

(عہد آصف جاہ سابع نواب میر عثمان علی خاں بہادر)

تا ابد خالق عالم یہ ریاست رکھے
تجھ کو عثمان بصد ! جلال سلامت رکھے
جیسے تو فخر سلاطین ہے بفضل یزداں
یوں ہی ممتاز تیرا دور حکومت رکھے
آل و اولا د کو اللہ دے عمر خضر کی
ان سے آباد تیرا خانہ دولت رکھے
جود حاتم ہے شرمندہ احساں تیرا
عدل کسری کو خجل تیری عدالت رکھے
خندہ زن صورت گل تیرا ہوا خواہ رہیں
آگے قدموں پہ عدو فرق اطاعت رکھے
بن کے ساقی تیرا اقبال نظام سابع
تجھ کو صہبا کش خمخانہ عشرت رکھے

ڈاکٹر محمد محامد ھلال اعظمی۔ چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

سلطنت آصفیہ اور پرانی حویلی

پس منظر: سلطنت آصفیہ کی ابتدا میر قمرالدین علی خاں نظام الملک آصف جاہ اول سے ہوئی ہے۔ آصف جاہ اول کے والد شعیب الدین خاں تھے، وہ خواجہ عابد قلیچ خاں کے بڑے صاحبزادے تھے، خواجہ عابد بخارا کے مشہور عالم صوفی بزرگ حضرت خواجہ اسماعیلؒ کے صاحبزادے اور سمرقند کی معزز شخصیت سید میر حمدان کے نواسے تھے۔

خواجہ اسماعیل کو حاکم وقت نے اعظم العلماء کے خطاب سے نوازا تھا اور ان کا نسب اٹھائیسویں پشت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے۔ (اوراق ماضی، ص:۱۸)

خواجہ عابد اپنے والد کے انتقال کے بعد بخارا منتقل ہوئے اور وہیں سے انہوں نے حج کا قصد کیا، دوران سفر 55-1654ء کے درمیان ہندوستان میں قیام کیا۔ مغل شہنشاہ شاہجہاں کے دربار میں حاضر ہوئے۔ شاہجہاں ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے اور شاہی خلعت چھ ہزار سکہ رائج الوقت سے نوازا، شاہی ملازمت کی پیش کش کی، جس پر خواجہ آصف نے کہا کہ فریضہ حج سے واپسی ہی پر ممکن ہے۔

جب خواجہ عابد مکہ معظمہ کی واپسی پر ہندوستان پہنچے تو انہیں شاہجہاں کی گرتی ہوئی صحت اور ان کے شہزادگان میں آپسی رسہ کشی کی اطلاع ملی، اسی اثنا میں شہزادہ اورنگ زیب تسخیر دکن میں مصروف تھے۔ خواجہ عابد نے راست دکن پہنچ کر اورنگ زیب سے نیاز حاصل کیا، اورنگ زیب نے انہیں اپنے عملہ میں شامل کرلیا اور ان کی لیاقت وصلاحیت، شجاعت، جانفشانی کو دیکھ کر خاں خطاب سے نوازا۔ تین ہزار سپاہی اور تین سو، سواران کے تحت کیے گئے اور بیش بہا تحائف سے ان کی حوصلہ افزائی کی اور آگے چل کر انہیں قلیچ خاں کا خطاب بھی دیا گیا۔ محاصرہ گولکنڈہ میں ایک توپ کے گولے سے ان کا سیدھا بازو جسم سے الگ ہوگیا، تین دن تک زندگی اور موت سے لڑتے ہوئے بالآخر اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور نزد گولکنڈہ قلعہ محلّہ قسمت پور میں مدفون ہوئے۔

قلیچ خاں کے بڑے بیٹے شعیب الدین خاں، جن کی پیدائش سمرقند میں ہوئی، ان کی ابتدائی ملازمت بخارا کے حاکم وقت کے پاس تھی، آگے چل کر وہ اورنگ زیب کی فوج میں شامل ہوئے اور قلعہ گولکنڈہ کے محاصرے میں والد کے شانہ بشانہ تھے۔

جب 1685ء میں اورنگ زیب کے بڑے شہزادے اعظم بیجاپور کے محاصرے پر نہ ٹلنے والی مشکلوں میں پھنسے ہوئے تھے اسی وقت شعیب الدین خاں فیروز جنگ نے اپنی بہترین فوجی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جنگ کا نقشہ اور پاسا ہی پلٹ دیا، اس سے اورنگ زیب غیر معمولی متاثر ہوئے اور فیروز جنگ کو اپنا بیٹا کہہ کر مخاطب کرنے لگے اور ہمیشہ

ان کے فیصلوں کو اہمیت دیتے۔ خداوند قدوس نے انہیں جنگ جیتنے کے لئے ہی پیدا کیا تھا، وہ اپنی پوری زندگی سلطنت کے خیر خواہ رہے اور اصولوں پر زندگی کو قائم رکھا۔

شعیب الدین فیروز جنگ کے یہاں ۱۱راگست 1871ء کو ایک لڑکا تولد ہوا، جب اس کی عمر 6/برس تھی تو اس کو لے کر فیروز جنگ اورنگ زیب کے دربار میں حاضر ہوئے، اورنگ زیب نے اس بچے کا نام میر قمر الدین رکھا۔

میر قمر الدین اپنے آباواجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شہنشاہ اورنگ زیب کی فوج میں شامل ہوئے 1691ء عنفوان شباب ہی میں اورنگ زیب نے ان کی شجاعت اور ہوش مندی کی وجہ سے چین قلیچ خاں کے خطاب سے نوازا۔ 1707ء میں اورنگ زیب کے انتقال کے بعد شہزادہ اعظم جب اورنگ آباد کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت ان کے ہمراہ میر قمر الدین بھی تھے۔ اسی اثنا میں شہزادہ اعظم نے میر قمر الدین کو خانِ دوراں کے خطاب سے نوازا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو مغلیہ سلطنت کو مضبوط کرنے کے لئے لگائیں۔

کہتے ہیں کہ وقت یکساں نہیں رہتا۔ حالات دن بدن بدلتے رہتے ہیں، مغلیہ سلطنت کمزور پڑ گئی، یکے بعد دیگرے بادشاہ بنتے اور ہٹتے رہے۔ اورنگ زیب کے بعد چھٹے بادشاہ فرخ سیر نے میر قمر الدین چین قلیچ خاں خانِ دوراں کو نظام الملک فتح جنگ کا خطاب عطا کر کے 1712ء میں دکن کا صوبہ دار مقرر کیا۔ وہ 1715ء تک فرخ سیر کے انتقال کے بعد جب محمد شاہ تخت نشیں ہوئے تو انہوں نے نظام الملک چین قلیچ خاں کو اپنا وزیر مقرر کیا، اسی عرصہ میں نادرشاہ دلی پر حملہ آور ہوا، نادرشاہ کی نیت ہندوستان پر حکومت کرنے کی نہیں تھی، بلکہ اس نے آتے ہی اسے واضح بھی کر دیا تھا کہ میں محمد شاہ کو بادشاہ برقرار رہنے دوں گا، بشرطیکہ وہ دولت سے نوازے، اس کی شرط منظور کی گئی، دولت کے انبار لگ گئے، لیکن نادرشاہ کے فوجیوں نے دلی کے شہریوں کی بڑی بے عزتی کی، لوٹ، قتل عام، مچادیا، اس قتل عام کو روکنے کی کسی میں ہمت نہیں تھی، نظام الملک نادرشاہ کے سامنے گئے اور فارسی کا ایک شعر پڑھا۔ اس کا مفہوم کچھ یوں تھا۔

''مزید خوں ریزی کے لئے مردوں کو زندہ کرنا پڑے گا''

اس کو سننے کے بعد نادرشاہ کے تیور کچھ نرم پڑے اور کہا کہ تمہاری سفید داڑھی کو دیکھ معاف کر رہا ہوں۔

منشی منسارام معاصر نظامی میں رقمطراز ہیں۔ ''نادرشاہ نے دلی چھوڑنے سے پہلے نظام الملک سے کہا: آپ یہاں کی بادشاہت قبول کیجئے، کیونکہ آپ اس کے اہل ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ہندوستان کا شہنشاہ بنایا جائے اور میں اپنے دس ہزار بہترین سپاہی آپ کے لئے چھوڑ جاتا ہوں، جن میں اتنی اہلیت ہے کہ یہ اس شخص کی کھال ادھیڑ سکتے ہیں جو آپ کی مخالفت کرے، اس پر نظام الملک نے فرمایا: میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

جب نادرشاہ نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں نے اور میرے اجداد نے محمد شاہ کے بزرگوں کا نمک کھایا ہے، اس قسم کی کوئی حرکت میری جاں نثاری اور وفاداری دیانت داری۔ نمک خوری پر حرف لائے گی۔ (بحوالہ اوراق

ماضی،ص:۲۲)

اس بالا اقتباس سے نظام الملک کی فطرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔نظام الملک محمد شاہ کے اندازِ حکمرانی اور دربار کے ماحول سے سخت بیزار تھے۔انہوں نے محمد شاہ سے کہا کہ وہ دکن جاکر صوبہ دار کی حیثیت سے کام کرنا چاہتے ہیں اور معاً دکن روانہ ہوگئے۔جب اورنگ آباد پہنچے تو اس وقت مبارز خاں دکن کے صوبہ دار تھے۔وہ میر قمرالدین کو جائزہ دینے کے لئے راضی نہ ہوئے۔دونوں کے درمیان جنگ ہوئی،مبارز خاں مارے گئے،نظام الملک میر قمرالدین فتح یاب ہوئے،اس واقعہ کے بعد محمد شاہ نے میر قمرالدین کو آصف جاہ کے خطاب سے نوازا۔آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک چہیتے وزیر کا نام تھا اور جاہ کا مطلب ہوتا ہے،رتبہ،مساوی۔اس طرح آصف جاہ کا مطلب ہوا،آصف کے ہم رتبہ ہم مساوی۔

میر قمرالدین نے 1724ء میں دوبارہ دکن کی صوبہ داری کی باگ دوڑ سنبھالی اور خود مختار حکومت شروع کی۔مگر کبھی خود مختار حکمراں ہونے کا اعلان نہیں کیا،ہمیشہ نظام الملک کے خطاب ہی سے حکومت چلائی۔علامہ اعجاز فرخ ان کی زندگی پر لکھتے ہیں۔

''انہوں نے اپنی زندگی کے سارے تجربات کے نچوڑ 96 نکات پر مبنی وصیت لالہ منسارام کے تفویض کیا۔اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے ذہین،تجربہ کار اور باصلاحیت تھے،بلاشک وشبہ وہ ایک کامیاب جنرل،دلیر شخصیت اور فریس انسان تھے صرف ایک اچھے تیرزن اور جنگی فنون کے ماہر ہی نہیں بلکہ ایک اچھے شاعر بھی تھے اور ''شاکر'' تخلص کیا کرتے تھے''۔(مرقع حیدرآباد،ص:۳۷)

مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں آصف جاہ اول کی حیات وشخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ صرف میدان کارزار کے شہسوار نہیں تھے،بلکہ انہیں شعروادب سے بھی دلچسپی تھی۔القصہ مختصر عروج وارتقا کی منزلیوں پر رہنے کے باوجود بالآخر 1748ء اس جہان فانی سے کوچ کرگئے۔

آصف جاہ اول (1720 تا 1748) کے انتقال کے بعد تخت کے پانچ دعویدار سامنے آئے،جس میں سے چار آصف جاہ اول کے صاحبزادے تھے۔غازالدین،ناصر جنگ،صلابت جنگ اور نظام علی پانچویں ان کے نواسے مظفر جنگ تھے۔1948 سے 1962 تک چودہ برس کے عرصے میں تین حکمراں گزرے لیکن ان میں کوئی آصف جاہ کا خطاب نہ پاسکا۔مغل شہنشاہوں نے چوتھے بیٹے میر نظام علی خاں کو آصف جاہ ثانی تسلیم کیا۔

میر نظام علی خاں نے اپنا پایہ تخت خلدآباد اورنگ آباد 1763ء میں حیدرآباد منتقل کیا،کیونکہ یہ علاقہ مراٹھوں کے بالکل قریب تھا۔آصف جاہ ثانی بلا امتیاز مذہب وملت ،صلاحیت وقابلیت کی بنیاد پر اہم عہدے عطا کرتے رہے تاکہ رعایا خوش اور مطمئن رہے اور انہوں نے بڑے سلیقے سے اپنے آپ کو رعایا کی فلاح وبہبود کے لئے وقف کردیا،انہیں کے دور میں درآمدات وبرآمدات پر محصول ختم کردیا گیا تھا،جس کی بنا پر تجارت کو فروغ ہوا،انہوں نے دروازے اور دریچے تعمیر کروائے تاکہ شہر حیدرآباد فصیل بند ہوجائے،یہاں کی تہذیبی اور مجلسی زندگیوں کو جو قدیم زمانے میں قطب شاہوں کا حصہ تھیں،انہیں بحال کردیا۔

میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی نے اپنے فرزند میر اکبر علی خاں سکندر جاہ کے لئے چار مینار کے مشرقی دامن میں آٹھ ایکر پر محیط ایک خوب صورت حویلی بنوائی، لیکن اسی حویلی میں سکندر جاہ نے رہنا پسند نہیں کیا، وہ چومحلہ ہی میں مقیم رہے، حویلی غیر آباد رہنے کی وجہ سے اس حویلی کا نام پرانی حویلی پڑ گیا اور آج بھی یہ حویلی اسی نام سے موسوم ہے بلکہ آج اس حویلی کی نسبت سے ایک پورا علاقہ پرانی حویلی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آصف جاہ ثانی میر نظام علی خاں (1762 تا 1803) کے بعد آصف جاہ ثالث میر اکبر علی خاں سکندر جاہ (1803 تا 1829) ہوئے۔ موجودہ سکندر آباد انہیں کے دور میں انہیں کے نام پر وجود میں آیا جو شہر سے اس وقت زیادہ فوجی چھاؤنی تھا۔

سکندر جاہ کے انتقال کے بعد 23 / مئی 1829ء کو ان کے فرزند میر فرخندہ علی خاں ناصر الدولہ آصف جاہ رابع (1829 تا 1857) تخت نشیں ہوئے۔ اس وقت حالات انگریزوں اور آپسی چپقلشوں کی بنا پر دگر گوں تھے اور سلطنت آصفیہ کا بال بال قرض میں ڈوبا ہوا تھا، اسی اثنا میں انگریزوں نے حیدرآباد دکا شمالی علاقہ برار کا مطالبہ کر دیا، اس پر ان کی نظر ایک عرصہ سے لگی ہوئی تھی، سلطنت آصفیہ کا یہ علاقہ خوشحال اور مددگار تھا، اس علاقے کے چلے جانے کا صدمہ ناصر الدولہ ہی کو نہیں بلکہ وزراء امراء سبھی لوگوں کو ہوا، مگر یہ کہا جاتا ہے کہ اندھیرا کے بعد اجالا ہوتا ہے، تنگی کے بعد آسانی آتی ہے۔ 31 / مئی 1853ء کو میر تراب علی خاں اس وقت ان کی عمر صرف 24 / برس تھی، آصف جاہ رابع نے اپنا دیوان مقرر کیا اور نہیں سالار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سالار جنگ اول نے اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ سلطنت آصفیہ کے ہر شعبۂ حیات میں تبدیلیوں کے ذریعہ جدید حیدرآباد کی بنیاد رکھی۔ قدرت الٰہی کو کچھ اور منظور تھا آصف جاہ رابع 17 / مئی 1857ء کو بہت بیمار تھے۔ حالت علالت میں ہی اپنے فرزند میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ کو طلب کیا۔ وصیت کی اور خاص طور پر کہا: کبھی سالار جنگ کو علاحدہ مت کرنا، تم سب کو خدا کی امان میں دیا، اسی شام کو ان کی زندگی کا سورج غروب ہو گیا۔

ناصر الدولہ کے بعد میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ آصف جاہ خامس (1857 تا 1863) جانشیں ہوئے۔ افضل الدولہ اور سالار جنگ کے درمیان کشمکش انگریزوں کی وجہ سے چلتی رہتی تھی، جس کی بنا پر سالار جنگ 1859-1861 1862-1867 میں چار مرتبہ استعفیٰ دیا، استعفیٰ کی وجہ سے اور مضبوط ہو گئے، اسی عرصہ میں سالار جنگ نے تعمیرات حیدرآباد میں کافی دلچسپی لی، مکہ مکرمہ میں حسین بی کی رباط اسی عرصے کی عالمی یادگار ہے، جس کا سلسلہ آج بھی باقی ہے، سالار جنگ اور افضل الدولہ کے مابین شکر رنجی (1869) انتقال تک رہی، مگر سالار جنگ نے پورے انہماک سے سلطنت آصفیہ کی ترقی میں لگے رہے، آصف جاہ خامس کے انتقال کے بعد دو سال سات مہینے دس دن کی عمر میں میر محبوب علی خاں (1861 تا 1911) کو آصف جاہ خامس کا جانشیں سالار جنگ نے مقرر کیا، انگریزوں کی یہ منشا نہیں تھی اور کچھ انگریزوں کے تملق پسند لوگ بھی یہ نہیں چاہ رہے تھے، اختلافات کے باوجود سالار جنگ نے کمسن شہزادے کو

تخت پر متمکن کردیا۔

انگریزوں کی خواہش تھی کہ میر محبوب علی خاں کی تعلیم خالصتاً برطانوی طرز پر ہو، جبکہ سالار جنگ روایتی تعلیم و تربیت امورِ حکمرانی کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم کے حق میں سالار جنگ اپنی رائے پر قائم رہے۔ انگریز ریزیڈنٹ نے کہا: ان کی تعلیم یہاں چومحلہ میں نہیں ہوگی، میرا مشورہ ہے کہ انہیں برطانیہ بھیج دیا جائے، سالار جنگ نے کہا کہ بادشاہ کو اپنی رعایا کے درمیان ہونا چاہئے، کب کیا ہوجائے، کچھ کہا نہیں جاسکتا، داشتہ بکار آید کا جملہ یہاں پرانی حویلی پر صادق آتا ہے، اسی منظر میں سالار جنگ نے اس کی تزئین اور آرائش نو کا حکم صادر کیا، وہ حویلی کچھ ہی دنوں میں آصف جاہ سادس کے شایان شان سج دھج کر آراستہ ہوگئی، اب یہ حویلی بادشاہ اور وزراؤں کے لڑکوں کے لئے اسکول ہوگئی، چنانچہ مرزا غالب کے بھائی کے پوتے مرزا آغا بیگ کا تقرر کیا گیا کہ وہ تمام علوم شرقی و غربی کے لئے مناسب اساتذہ کا انتظام کریں۔ نوعمر بادشاہ کو محل سراء سے الگ کردیا گیا۔ سالار جنگ کے دونوں فرزند نریندر پرساد کے نواسے کشن پرشاد اور دیگر امراء کے صاحبزادوں کو ہم جماعت کیا گیا اور پرانی حویلی کو اسکول کے ماحول میں تبدیل کردیا گیا، میر محبوعلی خاں کو اپنی حویلی میں اردو زبان وادب سے آراستہ کیا گیا اور ان کے اردو کے استاد نواب مستقیم جنگ تھے۔ انہیں کے دور سے سلطنت آصفیہ کا تاریخ ساز دور شروع ہوتا ہے، عدل وانصاف، جودوسخا کے قصے وغیرہ کے دور میں نمایاں طور پر انمٹ نقوش چھوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شاہد حسین زبیری رقمطراز ہیں۔

''وہ اپنے دور کا بہترین شہ سوار اور شکاری، فطرت میں رنگین، سرور کا شیدائی، موسیقی کا دلدادہ، لوگوں کا ہمدرد، شاہ خرچ اور بے انتہا سخی، بقول سروجنی نائیڈو، اس کی زندگی الف لیلیٰ کی کہانیاں دکھائی دیتی ہیں۔ (اوراق ماضی، ص:۲۸)

مذکورہ بالا صفات کی وجہ سے سلطنت آصفیہ میں، طباعت، تعلیمات، تعمیرات وغیرہ غرض کہ جو ایک متمدن، مہذب حکومت کے لئے ضروری ہوتا ہے، وہ سارے امور پر توجہ دی گئی، انہیں کے دور میں علامہ شبلی نعمانی کو سررشتہ علوم وفنون کی نظامت پر فائز کیا گیا۔ انہیں کے دور میں داغ کی وہ پذیرائی ہوئی کہ حیدرآباد کی سرزمین شعروشاعری سے گلزار بن گئی۔ امراء، وزراء رعایا سبھی اردو شعروادب سے لطف اندوز ہوئے، جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ حکومت آصفیہ کی سرکاری زبان فارسی تھی، اب اردو زبان بن گئی۔ اردو اب تک، درد، کسک، عشق وعاشقی، رومانیت کی کیفیت کے ساتھ رعایا میں پل رہی تھی، اگر غور سے دیکھا جائے تو یہیں سے دکن میں اردو کا زریں باب شروع ہوتا ہے اور اس کے اثرات شمال وجنوب میں حاکم اور رعایا دونوں پر اثرانداز ہوئے، گویا کہ یوں کہا جائے کہ آصف جاہ سادس کا دور اردو زبان وادب کا بنیادی دور ہے، جس کی وجہ سے اردو میڈیم اسکول کالج یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔

میر محبوب علی خاں کے دور میں پرانی حویلی میں ایک محل کا اضافہ کیا گیا، جو آج بھی مسرت محل کے نام سے موسوم ہے، مسرت محل کی جگہ حضرت میر مومن قبلہ کی ملکیت

تھی، اس حصے کو ان کے ورثاء سے معاوضہ دے کر حویلی میں شامل کرلیا گیا، اس محل کا ہر حصہ فن تعمیر کا شاہکار نظر آتا ہے۔ انہیں کے دور میں اس حویلی میں دنیا کا سب بڑا والک ان وارڈروپ تیار گیا، جو اس حویلی اور نظام میوزیم کی زینت ہے۔ اس کے مشاہدے کے بعد سیاحوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد سروجنی نائیڈو نے ولیم ہائن من کو 7 ستمبر 1911ء کو ایک تعزیتی خط لکھا، جس کا لب لباب شاہد حسین زبیری کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے۔

''کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ موت ہمارے لئے کیا معنی رکھتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہر چیز ٹھہر گئی ہو۔ پورا شہر غم میں ڈوبا ہوا ہے۔ کوئی شخص یقین کرنے کو تیار نہیں کہ وہ مر چکے ہیں۔ ان کا یہ یقین کامل ہے کہ اتنا چاہا جانے والا شخص جس کی لوگ عبادت کیا کرتے تھے، کیسے مرسکتا ہے، ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں آج ان کے دور حیات سے زیادہ نظر آتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اس بادشاہ پر ایک کتاب لکھوں جو پڑھنے والوں کو شاید الفف لیلیٰ کے اوراق دکھائی دیں۔ بیسویں صدی میں اس سے زیادہ رومانی شخصیت کوئی اور نہیں تھی۔ نہ اس سے پہلے دنیا میں ایسا کوئی ہوا ہوگا، جسے اتنی چاہت نصیب ہوئی۔ لوگوں کے ذہن میں بیٹھا ہوا ہے کہ یہ شخص غیبی قوتوں کا مالک تھا، اس کی شخصیت جادوئی تھی۔ میں ان تمام احساسات کا صحیح اظہار نہیں کرسکتی۔ ہم آج اس کی قبر پر رگئے تھے، میں نے یورپ میں اور ہندوستان میں بے حساب لوگوں کو زیارتوں میں مصروف دیکھا ہے، مگر اس سے پہلے کبھی والہانہ عقیدت سے زیارت کرتے ہوئے کہیں کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی پھیلی ہوئی سلطنت کے ہر کونے سے غریب سے غریب شخص اپنے جیب کے بچے ہوئے پیسوں سے پھول خرید کر ان مقبرے پر نچھاور کررہا ہے۔ ان کی قبر پر پھولوں کا اہرام (Pyramid) بن چکا ہے۔ یہ لوگ مختلف زبانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ دیکھنے والوں کا دل شق ہوا جاتا ہے۔ جانے والا ان لوگوں کے لئے نہیں مرا بلکہ اوپر والے کے دائیں جانب بیٹھ کر مالک حقیقی سے ان لوگوں کی مدد کی دعا کررہا ہے۔ میں نے کہیں مبالغہ سے کام نہیں لیا۔ میں وہی لکھ رہی ہوں جو ایک حقیقت ہے۔ لوگ مختلف زبانوں میں معروضے لکھ رہے ہیں، 'تم وہاں سے ہماری حفاظت کرو'۔ میں نے اس طرح لوگوں کے دل میں بستے ہوئے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ کیا غریب، کیا امیر، کیا تہذیب یافتہ، کیا ناخواندہ ان لوگوں میں ہندو، مسلمان، پارسی، سکھ، جین، عیسائی سب شریک ہیں۔ کاش تم الف لیلیٰ کے شہر میں ہمارے ہارون رشید کی زندگی میں آسکتے۔ حیدرآباد دوبارہ کبھی ویسا نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک شخصیت جس نے شہر کو شاعرانہ بیش قیمت، پریوں کی کہانیوں کی طرح بنادیا تھا، وہ جاچکا ہے۔'' (اوراق ماضی، ص:۳۰)

1911ء میں نواب محبوب علی خاں کے انتقال کے بعد نواب میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع تخت نشین ہوئے، ان کا طرہ امتیاز تھا کہ وہ اپنی سلطنت کے فروغ کے لئے ماہر ترین شخص کا انتخاب کرنے میں ذات پات مذہب فرقہ علاقہ کسی کا پاس نہیں رکھتے تھے، جس میں قابلیت

نظر آتی، اس کا تقرر بڑے اعجاز سے کرتے، ان کے دور کے بارے میں نصرالدین ہاشمی رقمطراز ہیں۔

''آپ کے دور حکمرانی کی تاریخ درخشاں بھی ہے اور تاریک بھی، تابناک بھی ہے اور افسوسناک بھی، جامعہ عثمانیہ کا قیام، جہاں اردو کے ذریعہ تمام علوم ادب اور سائنس کا انتظام کیا گیا تھا، کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، حیدرآباد میں عالیشان کالج، دواخانے، کتب خانے، تالاب بنائے گئے غرض وہ کون سا رشتہ ہے جس میں ترقی نہیں ہوئی اور بلاخوف وخطر تردید کہا جاسکتا ہے کہ بعض سر رشتے برٹش انڈیا کے صوبوں سے بہتر ہوگئے (دکن میں اردو، ص:۳۶۲)

مذکورہ عبارت میں تابناک اور تاریک کا لفظ ہے، لیکن غور سے دیکھا جائے تو تابناک کا پہلو زیادہ دکھائی دیتا ہے، آصف سابع پر بہت سارے الزامات ہیں، اکثر بے بنیاد اور بے دلیل ہیں اور یہ بھی کہا جاسکتاہ ہے کہ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے، آصف سابع بھی انسان تھے، مگر اتنی بات تو طے ہے کہ وہ مخلص اور رعایا کی بھلائی کے لئے تاحیات کام کرتے رہے، جنگ آزادی میں ان کے کردار کو مشکوک کر کے پیش کیا جاتا ہے، مگر وہ وقت حالات کی مجبوری تھی، انہوں نے خفیہ طور پر جنگ آزادی کے لئے بے شمار دولت کی قربانی دی ہے۔

لوگ اس حقیقت سے بھی واقف نہیں ہیں کہ نواب میر عثمان علی خاں بہادر نے جدوجہد آزادی کے ضمن میں کثیر رقومات کا عطیہ دیا تھا۔ کیونکہ یہ مدد انگریزوں کے دباؤ کی وجہ سے کھلے طور پر نہیں ہوسکتی تھی، لہذا اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ طریقہ کار جو استعمال کیا جاتا وہ یہ تھا کہ شہزادی، در شہوار جب باہر سے ہندوستان آتیں یا ہندوستان سے باہر جاتیں تو اس وقت کسی ایک بندگاہ پر کوئی ہندوستانی لیڈر اس سفر میں شریک ہوجاتا اور یہ رقم اس کے حوالے کی جاتی''۔ اوراق ماضی، ص:۵۰)

5/اگست 1947ء کو ہندوستان آزاد ہوا۔ آزادی کے بعد سلطنت آصفیہ کو حکومت ہند ہندوستان میں انضمام چاہ رہی تھی۔ کشمکش ہوئی، انگریزوں نے، عیاری سے کام لیا، رعایا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ نواب میر عثمان علی خاں اپنی مدبرانہ صلاحیت کی بنیاد پر کسی قیمت پر خون خرابہ نہیں چاہتے تھے، مگر ہوا پولیس ایکشن اور خون خرابہ ہوا، کہ جو لوگ آج زندہ ہیں، اس منظر کو یاد کر کے کانپ جاتے ہیں۔ پولیس ایکشن کے بعد انڈین یونین نے نواب میر عثمان علی خاں کو راج پرمکھ کے عہدے پر فائز کیا اور وہ 31/اکتوبر 1956ء تک متمکن رہے۔ یہاں سے ایک بدیہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر حکومت ہند میر عثمان علی خاں کے مخالف ہوئی تو انہیں پولیس ایکشن کے بعد اتچ ای اتچ دی نظام آف حیدرآباد اور راج پرمکھ نہ بناتی بلکہ ایک باغی کی حیثیت سے انہیں دیکھا جاتا۔

وزیراعظم ہند لال بہادر شاستری نے 1965ء میں ہند چین جنگ کے تناظر میں ایک فنڈ نیشنل ڈیفنس فنڈ کے نام سے قائم کیا تھا۔ وزیراعظم لال بہادر شاستری اس فن کے خاطر بنفس نفیس حیدرآباد آئے اور میر علی خاں سے اظہار کیا تو انہوں نے فوری پانچ ٹن 5000 کلوگرام سونا عطیہ دینے کا وعدہ کیا اور فی الفور تکمیل بھی کردی، وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے اپنی تقریر میں فرمایا اتچ ای اتچ نے جو نیشنل ڈیفنس کو سونا دیا ہے، اس کی قیمت سونے

کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ اس میں ایک بڑا حصہ پرانے سونے کے ساتھ سکوں کا یہ عطیہ ہندوستان کی اب تک کی تاریخ کا سب سے بڑا عطیہ ہے۔ بلاآخر قوم ملت کا درد رکھنے والے آصف جاہ نواب میر عثماں علی خاں کہا کرتے تھے کہ میں صرف بادشاہ ہی نہیں ہوں ایک انسان بھی اور شاعر بھی۔ القصہ مختصر نواب میر عثمان علی خاں نے اپنی حکومت کے خاتمے کے تقریباً دور ہے۔ بعد 24/فروری 1967ء کی نذری باغ احاطہ کنگ کوٹھی کے اپنے کمرے میں آخری سانس لی۔ ان کے اعزاز اور غم میں حکومت آندھرا پردیش نے ایک دن کی چھٹی کا اعلان کیا، بے مثال کثیر تعداد میں لوگ جنازے میں شریک ہوئے، مکہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ تدفین سجدہ جودی کنگ کوٹھی میں ہوئی۔

نواب میر عثمان علی خاں اپنے دونوں صاحبزدگان کو یعنی نواب اعظم جاہ اور نواب معظم جاہ کو ان کی فطرت طبع کی وجہ سے وارث بنانے کے لئے تیار نہ تھے، اس وجہ سے انہوں نے اپنے نبیرہ والاشان نواب میر برکت علی خاں مکرم جاہ بہادر کو اپنا جانشیں نامزد کیا۔

نواب مکرم جاہ عالم اسلام کے آخری خلیفہ عبداللہ المجید ترکی کے نواسے بھی ہیں۔

میر عثمان علی خاں کے انتقال کے بعد 6/اپریل 1969ء کو جانشینی کی تقریب سادگی سے زیبا باغ کی بارہ دری کے عقبی حصے میں اس کے بعد چومحلہ مبارک کے دربار ہال میں دھوم دھام سے تخت نشینی کا جشن منایا گیا۔ اس طرح میر برکت علی خاں مکرم جاہ بہادر آصف جاہ ثامن قرار دیئے جاتے ہیں۔ دسمبر 1970ء کا ذکر ہے شاہد حسین زبیری لکھتے ہیں۔

"نواب مکرم جاہ بہادر کے ساتھ، میں خیرالدین علی خاں اور راشد علی خاں اوٹی گئے ہوئے تھے۔ حیدرآباد سے سید عبدالقیوم کا فون آیا، مکرم جاہ بہادر نے ان سے بات کی، کڑاکے کی ٹھنڈ تھی، کھانا ختم کرکے ہم وہ اور میں باہر باغ میں آگئے انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی سگریٹیں پی ڈالیں اور خاموشی سے ٹہلتے رہے، کافی منگوائی اور دور خلاء میں مجھ سے یوں گویا ہوئے۔

اگر کوئی اینٹ، چونے، پتھر کا محل دے کر زمرد، یاقوت، موتی اور ہیرے کا محل خریدے تو سودا کیسا رہے گا، میں نے کسی توقف کے بغیر کہا یہ سودا تو خواب میں ہوسکتا ہے، اگر حقیقت میں بھی ہے تو ایک دھوکا ہوگا۔ عبدالقیوم صاحب کو فون کروایا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہمیں سودا منظور نہیں ہے۔ بلا عبارت میں پرانی حویلی کے بیچنے اور خریدنے کا معاملہ ہے، کوئی متمول شخص عبدالقیوم کے واسطے سے ساٹھ لاکھ روپیہ میں پرانی حویلی خریدنا چاہتا تھا اور اتنی ہی رقم کا انکم ٹیکس سے نوٹس آیا تھا۔

پھر بڑے درد سے یہ فرمانے لگے "میری بہت کم عمری سے خواہش تھی کہ غریب اور نادار بچوں کی ان فارمل پیشہ وارانہ تعلیم کے لئے ایک ٹرسٹ بناؤں گا، میرے نظام بننے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ اب میں اپنے موقف میں ہوں کہ اپنی مرضی کا ٹرسٹ قائم کرسکوں، لہذا بہت سوچ سمجھ کر میں نے اس ٹرسٹ کے لئے میں نے پرانی حویلی کا انتخاب کیا، یہ ایسی جگہ ہے جہاں سے پورانا شہر ختم اور نیا شہر شروع ہوتا ہے"۔ (اوراق ماضی، ص:۱۳۰)

ڈاکٹر محی الدین حبیبی۔حیدرآباد

الوداع! خزینہ برکت وجاہ جلال

شہزادہ نواب مکرم جاہ بہادر نظام ثامن کی رحلت کی افسوس ناک خبر آئی تو سارا حیدر آباد ہی نہیں تلنگانہ ''کرناٹک اور مرہٹواڑہ کے وہ علاقے جہاں حکومت حیدر آباد کے پرچم آصف سابع کے دور میں بلند ہوتے تھے سب ہی سرنگوں ہوگئے ۔ بلا تفریق و مذہب ملت ہر آنکھ اشکبار، ہر دل غمزدہ، ہر جگر لخت لخت ہوا جارہا ہے ۔کیونکہ سلطنت آصفیہ کا دریائے فیض اب اتر گیا تھا۔

وہ سلطنت حیدرآباد جو 80،000 مربع کیلومیٹر پر قائم تھی کنگ کوٹھی اور چومحلہ تک محدود ہوگئی تھی۔

سلطنت آصفیہ 1724ء میں قائم ہوئی تھی جو الحاق کے بعد بھی تمام شاہی اعزازات و اکرام کے ساتھ مزید 6،7 سال ''راج پرکھ'' رہے اور خود اپنی مرضی سے یہ عہدہ تعظیمی سے بھی دستبردار ہوگئے ۔آصف سابع نے اپنے دونوں شہزادوں آعظم جاہ اور معظم جاہ کے بجائے پوترے مکرم جاہ کو ترجیح دی اور 14 جون 1954 میں جانشین مقرر کیا اور حکومت نے بھی 1971ء میں اس جانشینی کو مسلمہ قرار دیا اور تمام شاہی مراعات کو برقرار رکھا۔

''تقدیر'' اور ''وقت'' جب انگڑائی لیتا ہے تو عجیب تیر گی پیدا ہوئی کہ ''اوج ثریا'' پر معمور رہنے والے کو اس کا جائز مرتبت سے دور کردیا جاتا ہے ۔شہزاد مکرم جاہ آصف ثامن نہ صرف اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں کے پوترے تھے بلکہ ترکیہ خلافت کے علمبردار عزت مآب عبدالمجید ثانی کے نواسے بھی ہوتے تھے ۔حکومت ہند نے خصوصاً وسیع النظر مدبر وسیاست داں پنڈٹ جواہر لعل نہرو نے مسلم ممالک کیئے لئے ہندوستان کا خصوصی نمائندہ مقرر کرنا چاہا' لیکن جاہ حشمت آصفیہ نے اس کو قبول نہیں کیا۔جیسا کہ شہر حیدر آباد میں ہر شخص جانتا ہے کہ جن افراد کو انہوں نے ایک اعتبار واعتماد کے ساتھ نگہبان ونگراں بنایا تھا انہوں نے ہی ان کے بخت یقین کو شکستگی سے دو چار کیا اور رفت رفت مقروض ہوتے چلے گئے ۔ بالآخر بڑی یاس اور نا امیدی کے ساتھ انہوں نے حیدر آباد کو خیر باد کہہ دیا آسٹریلیاء کو وطن ثانی بنالیا لیکن وہاں بھی زرعی اور دیگر صنعتی پروجیکشن میں انہیں خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی ۔چنانچہ سرکاری اور ازدواجی معاملات کی کشمکش وکشاکش نے مزید قرضوں کے پیچیدہ جال نے انہیں گرفت میں لے لیا۔حکومت ہند کو ہند۔چین جنگ میں 5 ٹن سونا نذر کرنے والے کا پوترا اور 281 قیراط کے بیکب ہیرے کو ''پیپرویٹ'' کی طرح استعمال کرنے والے کا جانشین 'عروج وزوال کے طوفان کی زد میں آکر ایسے ''مقام توکل'' پر فائز ہوا کہ ترکی میں ایک ''فلیٹ'' میں مقیم ہونا پڑا اور اب تقریباً (70) سال تک تخت عثمانی پر فائز ہوکر بالآخر جہان جاں آفریدی کے سپرد کردی اور بقول غالب کہہ دیا۔

ہم فروغ شمع ہستی تیرگی خواہد گزیر !

ہم بساط بزم مستی پر شگن خواش شدی

(ترجمہ) شمع ہستی آخرش ہوئی یہ نذر تیرگی بزم مستی کی باسط اب پر شگن دنے کوے

تہنیت

پیشکش: خان محمد اطہر خان مرحوم، حیدرآباد

بارک اللہ آج گلشن کی ہوا کچھ اور ہے
آج عالم میں مسرت کی فضاء کچھ اور ہے
کھل رہے ہیں آج ہر اک قلب میں خوشیوں کے پھول
آج کانوں میں نوید جانفزا کچھ اور ہے
ہو مبارک سالگرہ کا دن مکرم جاہ کو
آج شان آصفی نام خدا کچھ اور ہے
پڑ رہی ہیں سب کی نظریں عالی جاہ پر
چشم بدور آج آنکھوں کی ضیاء کچھ اور ہے
ان کے دم سے ہی تو ہے تعلیم کا یہ اہتمام
ان کے فیض علم کا یہ سلسلہ کچھ اور ہے
چھپ کہاں سکتے ہیں وہ اوصاف جو آبائی ہیں
ان کا درجہ ان کا مرتبہ کچھ اور ہے
خوش جمال وخوش خیال وخوش مزاج وخوش خصال
سیرت و اخلاق کا یہ آئینہ کچھ اور ہے
ابردامان کرم ہے خلق پر چھایا ہوا
ہم نے دیکھی ہیں گھٹائیں یہ گھٹا کچھ اور ہے
بارک اللہ آج گلشن کی ہوا کچھ اور ہے
آج عالم میں مسرت کی فضاء کچھ اور ہے

چنانچہ آج 17 جنوری 2023ء شگن اور شگن زلف حیات ارض دکن اس زلف مشکبار سے ہر ایک کا مشام جاں معطر ہوگا..... خوشبو ابدی ہوتی ہے........ رہے گی اور یہی خوشبو فضاؤں میں بکھر کر یہ پیام دے رہی ہے کہ...!!!

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے ، جہاں تک پہنچے

قصیدہ درتہنیت

ہزاگزالٹیڈ ہائنس دی نظام آف حیدرآباد
نواب میر برکت علی خان المخاطب مکرم جاہ بہادرؒ

شاہد حسین زبیری، حیدرآباد

اللہ کی رحمت ہے تو برکت کی فضاء ہے
سرکار مکرم کی میرے سالگرہ ہے
طوفان بہاراں ہے کہ ساون کی ہوا ہے
ہر شاخ پہ گلشن کی نیا پھول کھلا ہے
خوشبو سے مہکتا ہوا گلزار وفا ہے
غنچوں کے بدن پر بھی مسرت کی قباء ہے
یہ رونق گلزار یہ رعنائی و شوکت
ایمان کی پوچھو تو یہ سب اس کی عطا ہے
خورشید درخشاں کی طرح آصف ثامن
تاریکی ماحول میں بھر پور ضیا ہے
ہر کام میں شامل ہے اسی کا تو سہارا
ہر گام پر سرکار مدد گار خدا ہے
تعلیم کی خوشبو سے معطر ہوں فضائیں
سرکار نے گلشن کو یہ پیغام دیا ہے
توفیق کرم کے بھی انداز نرالے
دامان کرم ضامن محتاج وگدا ہے
ہر سال کھلیں پھول بہت سال گرہ کے
شاہد کی دعاء جذبہ صادق کی صدا ہے

عبدالرحمن پاشا۔ حیدرآباد

نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر نظام ہشتم آصف جاہ

شخصیت اور حیات و خدمات

ہز ایگزالٹیڈ ہائنس والاشان نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر نظام ہشتم آصف جاہ (پیدائش: 6 اکتوبر 1933، نیس، فرانس۔ وفات: 14 جنوری 2023 استنبول، ترکی) کی زندگی ہی میں جناب شاہد حسین زبیری نے ان پر 320 صفحات کی سوانحی کتاب لکھی، جس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ حیدرآبادی تہذیب کی نمائندہ شخصیت راجکماری اندرا دیوی دھنراج گیرجی کے بقول 'شاہد حسین زبیری کا تعلق والاشان نواب مکرم جاہ بہادر سے قریب نصف صدی سے رہا ہے۔ انہوں نے جتنے قریب سے موجودہ نظام کو دیکھا، شاید ہی کسی اور نے دیکھا ہو۔ اس دوران وہ ایچ ای ایچ نظام ہشتم کے مختار کل (GPA) اور چیئرمین نظامس پرائیویٹ اسٹیٹ بھی رہے۔ دھنراج گیرجی کی مطابق 'شاہد حسین زبیری کا تعلق ہندوستان میں آباد زبیری خاندان سے ہے۔ یہ بنو ہاشم ہیں۔ ان کے اجداد عراق سے افغانستان اور علاؤ الدین خلجی کے زمانے میں افغانستان سے ہندوستان آئے۔ چھٹے نظام غفران مکاں میر محبوب علی پاشاہ کے دور میں ان کے خاندان کے ایک بزرگ نے سالار جنگ اول مختار الملک کی خواہش پر اور سر سید احمد خان کی سفارش پر حیدرآباد میں ملازمت اختیار کی۔ شاہد حسین زبیری کی پہچان ایک معتبر دانشور اور ممتاز خاکہ نگار کی ہے۔ وہ مختلف اداروں سے پوری سنجیدگی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جن میں چند کے نام یوں ہیں، ٹرسٹی ایچ ای ایچ دی نظام ٹرسٹ، ٹرسٹی سر ضیاء الدین احمد ٹرسٹ، علی گڑھ، اردو ہال ٹرسٹ، حیدرآباد، ظہیر منزل ٹرسٹ، حیدرآباد، اس کے علاوہ انجمن طلبائے قدیم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، تلنگانہ و آندھرا پردیش چیاپڑ اچیاپٹر، انجمن ترقی اردو ہند، تلنگانہ و آندھرا پردیش چیاپٹر، فاؤنڈنگ ممبر مکرم جاہ اسٹوڈنٹ ہاسٹل اور فاؤنڈنگ ممبر اقبال اکیڈیمی شامل ہیں'۔

شاہد حسین زبیری سے مکرم جاہ بہادر کے انتقال کے دو دن بعد 16 جنوری 2023 کو لیے گئے انٹرویو کے چند اقتباسات پیش ہیں:

سوال: مکرم جاہ بہادر کی پیدائش اور بچپن کے حالات کا پس منظر کیا تھا؟

شاہد حسین زبیری: اس پس منظر سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ مکرم جاہ بہادر کے والد اعظم جاہ بہادر ہز ایگزالٹیڈ ہائنس پرنس آف برار کی شادی خلافت عثمانیہ کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی کی دختر شہزادی درشہوار سے ہوئی تھی۔ اصل میں اس شادی کا پروپوزل مہاتما گاندھی کا تھا۔ یہ ایک سیاسی شادی تھی، خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ مولانا محمد علی جوہر ہندوستان میں تحریک خلافت چلا رہے تھے۔ جس کی پر زور وکالت اور تائید مہاتما گاندھی کر رہے

تھے۔مہاتما گاندھی نے شادی کا پروپوزل مولانا محمد علی جوہر کو دیا کہ وہ خلافت عثمانیہ کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی تک پہچائے۔اس کے پیچھے یہ سوچ کارفرما تھی کہ اگر اعلی حضرت حضور نظام میر عثمان علی خان کے فرزند کی شادی، سلطان عبدالمجید ثانی کی دختر سے ہوجاتی اور ان سے جواولاد پیدا ہوگی تو وہ سلطان عبدالمجید ثانی کا نواسہ ہوگا اور وہ دنیا کے سب سے رئیس حکمران کا پوتا ہوگا۔اگر انھیں جانشین نامزد کردیں، تو خلافت ترکی سے منتقل ہوکر حیدرآباد سے برقرار رہتی۔یہ اس شادی کا اصل مقصد ومنشا تھا۔خود حضور نظام میر عثمان علی خان کے پوری مسلم دنیا پر بڑے احسانات تھے۔ اس پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہوسکتا تھا۔مولانا محمد علی کے چھوٹے بھائی مولانا شوکت علی خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی کے یہاں یہ رشتہ لے کر پہنچے تھے۔وہاں یہ رشتہ طئے ہوا۔خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی نے تحریری پر لکھا ہے کہ میری بیٹی کے بطن سے اولاد نرینہ پیدا ہوتو وہ میرا جانشین ہوگا۔یوں یہ شادی فرانس کے شہر نیس میں ہوئی۔

سوال: درشہوار اور اعظم جاہ بہادر کی فرانس میں شادی ہونے کی کیا وجہ تھی؟

شاہد حسین زبیری: ترکی میں فوج کی طرف سے خلافت کا خاتمہ کردیا گیا تھا، جس کی وجہ سے عثمانی خلیفہ کے شاہی افراد فرانس میں سکونت اختیار کیے ہوئے تھے۔اسی لیے وہاں شادی ہوئی۔

سوال: مکرم جاہ بہادر کا بچپن کس طرح گزرا؟

شاہد حسین زبیری: مکرم جاہ بہادر کی پیدائش کے تیرہ سال بعد میں پیدا ہوا ہوں۔مکرم جاہ بہادر کی ابتدائی تعلیم حیدرآباد کے مشہور مدرسہ عالیہ میں ہوئی۔ پولارام میں آصف جاہی کوٹھی میں ایک خاص اسکول کھولا گیا تھا، وہاں ان کی تعلیم ہوئی، پھر ڈون اسکول میں پہنچے۔مکرم جاہ بہادر کے سلسلے میں شہزادی درشہوار کے ذہن میں بہت واضح تھا کہ انھیں کسی قسم کے القاب سے نہ پکارا جائے، بلکہ انھیں ان کے نام برکت سے یاد کیا جائے۔یہی وجہ ہے کہ مکرم جاہ بہادر کے بچپن کے دوست انھیں برکت کہہ کر ہی مخاطب کرتے تھے۔آپ کو دنیا کے مشہور اسکول ہیرون بھجا گیا، کیمبرج اور لندن اسکول آف اکنامکس سے اعلی تعلیم حاصل کی، وہیں ملٹری اکیڈیمی سنڈرس میں بھی تعلیم ہوئی۔۔اکثر چھٹیوں میں حیدرآباد آنا جانا ہوتا تھا۔بعد کے زمانے میں وہ جب بھی حیدرآباد آتے تھے تو پندرہ دن گھر میں اور باقی کے دن سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر نہرو کے مہمان ہوتے تھے۔پنڈت جواہر نہرو، مکرم جاہ بہادر کو بہت چاہتے تھے۔

سوال: آصف سابع نواب میر عثمان علی خان نے اپنے فرزند اعظم جاہ دامت والاشان شہزادہ نواب میر حمایت علی خان کے بجائے پوتے آصف جاہ ثامن نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو کیوں اپنا جانشین مقرر کیا؟

شاہد حسین زبیری: اس کا جواب خود آصف سابع نواب میر عثمان علی خان بہتر دے سکتے تھے۔حضور نظام میر عثمان علی خان کی باضابطہ وصیت تھی کہ میں اپنا وارث اپنے پوتے مکرم جاہ کو بنانا چاہتا ہوں۔حکومت ہند نے اسے تسلیم بھی کیا۔اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔یہ سب بزرگ دنیا سے گزر گئے۔اب اس کا ذکر کوئی معنی نہیں رکھتا۔

سوال: مکرم جاہ بہادر کی تعلیمی وسماجی خدمات کیا رہیں؟

شاہد حسین زبیری: مکرم جاہ بہادر کے ذہن میں

یہ بات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ دنیا کی صرف وہی قوم ترقی کرسکتی ہے؛ جو تعلیم یافتہ ہو۔ وہ ہمیشہ علم کے حصول پر زور دیا کرتے تھے۔ ان کا یہ ماننا تھا کہ کم از کم ہر شخص اتنا تعلیم یافتہ ہونا چاہیے کہ وہ صحیح اور غلط کی پہچان کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مکرم جاہ ٹرسٹ فار ایجوکیشن اینڈ لرننگ قائم کیا۔ جس کے تحت کئی اسکول اور کالج کارکرد ہیں، جن میں مکرم جاہ اسکول فار بوائز، مکرم جاہ اسکول فار گرلز، انٹر کالج، پرنس عظمت جاہ لائبریری اور پرنس شاہکار کالج وغیرہ شامل ہیں۔ انھوں نے ہی اپنی زوجہ کے نام سے پرنس اسریٰ اسپتال قائم کیا۔ مکرم جاہ نے جو کیا، وہ بڑی خاموشی سے کیا۔ کسی چیز کے بارے میں تشہیر نہیں کیا۔

سوال: مکرم جاہ کے ساتھ کس طرح کی یادیں وابستہ رہیں؟

شاہد حسین زبیری: میرے بچپن سے ہی ان سے یادیں وابستہ ہیں۔ جہاں بھی مکرم جاہ کی تقریر کی اطلاع ملتی، میں ضرور وہاں پہنچتا۔ وہ ایک بہترین مقرر تھے۔ 1969 سے میں نے ان کے یہاں بطور کنٹرولر چِران پیلس ملازمت شروع کی۔ جس کی 400 ایکٹر زمین تھی، جہاں زراعت ہوتی تھی۔ اس کا اپنا پٹرول پمپ، تالاب، الکٹرسٹی جنریشن، دھوبی گھاٹ، گھوڑے اور ہاتھیاں بلکہ پوری دنیا تھی۔ اس کا ایڈمنسٹریشن اور مالیہ میرے ذمہ تھا۔ مکرم جاہ کو جانوروں کو مارنے کا کبھی شوق نہیں رہا، لیکن وہ بڑے جانوروں کے قریب تصویر کھینچنے کے شوقین تھے۔ میری حیثیت یہ تھی کہ میں ان کا ایک ادنیٰ ملازم تھا۔

سوال: آپ نے مکرم جاہ بہادر کی حیات پر سوانحی کتاب 'اوراقِ ماضی: ہز ایگزالٹیڈ ہائنس والاشان نواب مکرم جاہ بہادر نظام ہشتم آصف جاہ' لکھی۔ اس کا محرک کیا ہے؟

شاہد حسین زبیری: مکرم جاہ بہادر سے میں اتنا متاثر ہوں کہ اگر ایک جملہ میں کہا جائے تو میں کہوں گا کہ وہ میرے ہیرو اور محسن ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ لوگ ان سے وقف نہیں ہیں۔ ''میں نے یہ کتاب نہ تو کسی کو خوش کرنے کے لئے لکھی ہے اور نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے۔ میرا مقصد نواب مکرم جاہ بہادر کو ایک کامیاب یا ناکام شخص ثابت کرنا بھی نہیں ہے۔ میں نے کبھی کسی انسان میں فرشتہ ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی۔ میرے نقطہ نظر سے اگر انسان میں انسانیت نظر آجائے تو کافی ہے۔ میرا مقصد نواب مکرم جاہ بہادر کا بت تراشنا نہیں ہے۔ میں نے دیانت داری سے اس شہزادے کو اس کی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد قارئین کے ذہن میں مکرم جاہ بہادر کی کیا تصویر بنتی ہے۔ مگر یہ پورے وثوق کے ساتھ لکھ سکتا ہوں کہ ہر شخص جسے اوپر والے نے گداز دل سے نوازا ہے، اگر وہ ذہنی تحفظات کے بنا اس کو پڑھے گا تو اسے اس شہزادے سے محبت ضرور ہو جائے گی۔ میں نے اس کتاب میں جو بھی والاشان مکرم جاہ بہادر کے تعلق سے لکھا ہے، اس میں 80 تا 90 فی صد کتاب میرے مشاہدات اور ذاتی تجزیوں پر مبنی ہے۔''

سوال: اب جب کہ مکرم جاہ بہادر کا انتقال ہو گیا تو آپ انھیں کس طرح خراج عقیدت پیش کریں گے؟

شاہد حسین زبیری: میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ مکرم جاہ بہادر کی رحلت کے بعد میں یتیم ہو گیا۔ انھوں نے مجھے وہی شفقت و محبت دیں جو ایک باپ دے سکتا ہے۔ میری جو بھی پہچان بنی، وہ مکرم جاہ بہادر کی وجہ سے ہے۔ میں یہ دعا

کرتا ہوں کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے تمام اہل خانہ اور چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سلطنت آصفیہ کا آخری فرمانروا:

معروف سینئر صحافی محمد مبشر الدین خرم کے مطابق 'حکومت ہند نے آصف جاہ ثامن نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو انضمام حیدرآباد کے بعد بھی سلطنت آصفیہ کے آخری فرمارواں کی حیثیت سے تسلیم کیا تھا اور گزٹ جاری کیا گیا تھا۔ 2 جون 1967 کو اس وقت کے وزیر داخلہ وائی بی چوان نے رکن راجیہ سبھا اے۔ ڈی منی کے سوال کے جواب میں تفصیلات سے ایوان کو واقف کرویا تھا کہ جون 1954 کو نظام دکن نے حکومت ہند کو روانہ مکتوب میں یہ خواہش کی تھی کہ ان کی زندگی میں انہوں نے اپنے پوترے نواب میر برکت علی خان کو جانشین مقرر کیا ہے۔ انہیں ریاست دکن کا فرمارواں تسلیم کیا جائے۔ آنجہانی وی بی چوان نے بتایا کہ 1964 میں حکومت نے اس درخواست کو قبول کر کے ایک معاہدہ نواب میر عثمان علی خان بہادر سے کیا تھا۔ 24 فروری 1967 خسرو دکن نواب میر عثمان علی خان کی رحلت کے بعد صدر جمہوریہ ہند نے نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو ہندوستان کے دستور کی دفعہ 366(22) کے تحت ریاست دکن کے فرمارواں کا درجہ عطا کیا تھا۔ راجیہ سبھا کی کاروائی کے مشاہدہ کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر انضمام کے بعد بھی فرمارواں ریاست حیدرآباد کے طور پر حکومت ہند سے قبول کیے گئے تھے۔ آصف جاہ ثامن کی جانشینی کی رسم 16 اپریل 1967 کو ادا کی گئی تھی اور وہ سلطنت آصفیہ کے آخری فرمارواں کا اعزاز نومبر 1971 تک رکھے ہوئے تھے لیکن اس کے بعد حکومت ہند کی جانب سے اعزازات کو برخواست کر دیے جانے کے بعد وہ قانونی اعتبار سے فرمارواں ریاست دکن کے اعزاز سے معزول ہو گئے۔ مکرم جاہ بہادر کے حکومت وقت اور حکمرانوں سے کافی گہرے مراسم تھے اور وہ گاندھی خاندان سے کافی قریب سمجھے جاتے تھے'۔(1)

خلافت عثمانیہ، ترکی اور سلطنت آصفیہ، دکن کے حکمراں اور تاریخی تسلسل:

روزنامہ رہنمائے دکن میں ایک مکمل صفحہ پر مبنی مضمون بعنوان 'نظام حیدرآباد، کرنل امیر الدین اور خلافت عثمانیہ کے مخفی دستاویزات' شائع ہوا ہے۔ جس میں خلافت عثمانیہ، ترکی اور سلطنت آصفیہ، دکن کے حکمرانوں اور ان کے تاریخی تسلسل کو پیش کیا گیا ہے۔ ذیل کے جدول سے بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔(2)

خلافت عثمانیہ کے حکمراں:

حکمران کا نام	تاریخ
امیر غازی ارطغرل	1191-1298
خلیفۃ المسلمین عثمان بن ارطغرل	1299-1326
خلیفۃ المسلمین اورخان اول	1326-1362
خلیفۃ المسلمین مراد اول	1362-1389
خلیفۃ المسلمین بایزید اول خلیفۃ المسلمین محمد اول	1389-1402
خلیفۃ المسلمین مراد ثانی	1413-1446
خلیفۃ المسلمین محمد فاتح	1446-1451
خلیفۃ المسلمین بایزید ثانی	1451-1481

خلیفۃ المسلمین سلیم اول	1512-1520
خلیفۃ المسلمین سلیمان اول	1520-1556
خلیفہ المسلمین سلیم ثانی	1556-1574
خلیفۃ المسلمین مراد ثالث	1574-1595
خلیفۃ المسلمین محمد ثالث	1595-1603
خلیفۃ المسلمین احمد اول	1603-1617
خلیفۃ المسلمین ابراہیم اول	1617-1648
خلیفۃ المسلمین خلیفہ محمد رابع	1648-1693
خلیفہ المسلمین خلیفہ احمد سوم	1693-1736
خلیفۃ المسلمین عبدالحمید اول	1774-1789
خلیفۃ المسلمین محمود ثانی	1808-1839
خلیفۃ المسلمین عبدالعزیز اول	1861-1876
خلیفۃ المسلمین عبدالمجید ثانی	1922-1924

آصف جاہی سلاطین دکن:

نظام الملک آصف جاہ اول	1724-1748
ناصر جنگ	1748-1750
مظفر جنگ	1750-1751
صلابت جنگ	1751-1762
نظام الملک آصف جاہ دوم	1762-1803
سکندر جاہ، آصف جاہ سوم	1803-1829
ناصر الدولہ، آصف جاہ چہارم	1829-1857
افضل الدولہ، آصف جاہ پنجم	1857-1869
آصف جاہ ششم	1869-1911
آصف جاہ ہفتم	1911-1956

آصف جاہی خون:

سینئر صحافی محمد مبشر الدین خرم اپنے ایک کالم میں لکھتے ہیں کہ ''ریاست دکن حیدر آباد نے 1724 سے 1948 کے دور آصف جاہی میں اپنے 7 آصف جاہوں کو دیکھا اور اس کے بعد آصف سابع کو لسانی بنیادوں کے نام پر سرزمین دکن کو منقسم کرتے ہوئے نئی ریاست آندھرا پردیش کے قیام تک ''راج پرمکھ'' کے طور پر دیکھا لیکن اس کے بعد آصف سابع اور آصف ثامن نے اقتدار سے محرومی کے باوجود اپنی فلاحی، تعلیمی وطبی سرگرمیوں سے لاتعلقی اختیار نہیں کی بلکہ ایسے ادارہ جات کا قیام عمل میں لایا گیا جن سے آج بھی شہریان حیدر آباد فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مکرم جاہ بہادر کی رگوں میں ان کے والد کے سلسلہ نسب سے آصف جاہوں کا خون دوڑ رہا تھا تو والدہ کے سلسلہ نسب سے وہ عظیم سلطنت عثمانیہ کے آخری خلیفہ عبدالمجید ثانی کے نواسے ہوتے ہیں، اس اعتبار سے دو انتہائی اہم سلطنتوں کے آخری فرماں رواں کے فوری بعد والی نسل ہونے کا اعزاز آصف ثامن شہزادہ والا شان، نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو حاصل رہا اور ان کی شخصیت میں جو وضعداری تھی وہ دونوں ہی خانوادوں کی عکاسی کرتی تھی جو طویل عرصہ تک دنیائے اسلام میں علوم وفنون کی خدمت اور اپنے ملک میں رعایا پروری و مذہبی رواداری کے لئے معروف رہے ہیں۔

صبح کے تخت نشین شام کو مجرم ٹھہرے
ہم نے پل بھر میں نصیبوں کو بدلتے دیکھا''(3)

مکرم جاہ بہادر کی زندگی کے کچھ پوشیدہ اوراق:

معروف سینئر صحافی محمد ریاض احمد نے مکرم جاہ بہادر کی وفات کے فوری بعد ایک بہترین مضمون لکھا ہے، جو کہ ہر حیدر آبادی کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ انھوں نے اپنے کالم میں ''مکرم

جاہ بہادر، ارب پتی شہزادہ کی زندگی کے کچھ پوشیدہ اوراق' کو پیش کیا ہے۔اس اہم کالم کے چند منتخب باتیں یہاں پیش ہیں:

❑ اکثر میڈیا میں نظام سابع اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان کا جانشین بنائے جانے کے حوالے سے یہی بتایا گیا کہ جس طرح ان کے دادا آصف سابع اپنے انتقال تک اس کرہ ارض کے دولت مند ترین شخصیت تھے اسی طرح 1984 تک بھی یہ اعزاز شہزادہ مکرم جاہ کو حاصل رہا کیونکہ وراثت میں انھیں 236 ارب ڈالرس مالیتی اثاثے حاصل ہوئے تھے۔ جن کی بہترین مثال نظام دکن کے وہ 173 لا قیمت جواہرات ہیں جنہیں حکومت ہند نے 1995 میں صرف 218 کروڑ روپے کے عوض خرید لئے۔ حالانکہ صرف جیکپ ڈائمنڈ کی قیمت 1300 کروڑ روپے بتائی جاتی ہے۔ حضور نظام اما ہیرہ کو بطور پیپر ویٹ استعمال کرتے تھے۔ واضح رہے کہ آج کل دار الحکومت دہلی میں ان زیورات کی نمائش ہو رہی ہے جبکہ عالمی سطح پر نظام جیولر کو لا قیمت قرار دیا گیا۔

❑ ان کے ہم جماعتوں میں اردن کے مرحوم شاہ حسین اور عراق کے مرحوم کنگ فیصل بن علی شامل تھے۔

❑ ایک مرحلہ پر خلافت کو حیدر آباد منتقل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا لیکن اسلام دشمن طاقتوں کے باعث وہ ممکن نہ ہو سکا۔

❑ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ ایک مرحلہ پر مکرم جاہ ہندوستانی فوج میں بھی شامل ہونے کے خواہاں تھے لیکن پنڈت نہرو کو ان کا آئیڈیا پسند نہیں آیا۔ پنڈت جی انہیں مغربی ایشیاء کے لئے ہندوستانی سفیر بنانے کے خواہاں تھے۔(4)

شہزادہ عظمت جاہ بہادر نویں نظام نامزد:

روزنامہ سیاست میں شائع ایک خبر کے مطابق 'شہزادہ میر محمد عظمت علی خان 'عظمت جاہ بہادر' کو حیدر آباد کا نواں نظام مقرر کر دیا گیا ہے۔ والاشان عظمت جاہ بہادر کے دفتر سے جاری اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ آصف ثامن نواب میر برکت علی خان والاشان مکرم جاہ بہادر کی خواہش اور ان کی حیات میں ہی جاری کردہ حکمنامہ کے مطابق پرنس مکرم جاہ بہادر کے جانشین کے طور پر نواب میر عظمت علی خاں عظمت جاہ بہادر کو مقرر کر دیا گیا تھا۔ 20 جنوری جمعہ کو چومحلّہ پیالیس میں رات 8.30 بجے منعقدہ ایک تقریب میں دعائیہ اجتماع کے بعد ایک سادہ سی تقریب منعقد ہوئی جس میں شہزادہ عظمت جاہ بہادر کو مکرم جاہ کا جانشین مقرر کر دیا گیا ہے اور ان کی تخت نشینی عمل میں آئی۔ اس موقع پر آصف جاہی کے افراد خاندان، سرٹیز، قریبی دوست، بہی خواہ اور عملہ کے ارکان موجود تھے جنہوں نے اس تقرر کو تسلیم کیا۔(5)

حوالہ جات:

(1) روزنامہ سیاست، حیدآباد بروز پیر 16 جنوری 2023، صفحہ نمبر:8

(2) روزنامہ رہنمائے دکن، حیدآباد بروز پیر 16 جنوری 2023، صفحہ نمبر:8

(3) روزنامہ سیاست، حیدآباد بروز اتوار 22 جنوری 2023، صفحہ نمبر:16

(4) روزنامہ سیاست، حیدآباد بروز اتوار 22 جنوری 2023، صفحہ نمبر:15

(5) روزنامہ سیاست، حیدآباد بروز اتوار 22 جنوری 2023، صفحہ نمبر:8

محمد مبشر الدین خرم۔حیدرآباد

مکرم جاہ بہادر مکہ مسجد کے مقبرہ آصف جاہی میں سپرد لحد

چومحلہ پیالیس میں آخری دیدار عام۔مکہ مسجد میں بعد عصر نماز جنازہ ادا کی گئی۔مکرم جاہ بہادر، ترک قونصل جنرل و بے شمار شخصیتوں کی شرکت

آصف ثامن نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کو آج لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں صحن مکہ مسجد میں واقع مقبرۂ آصف جاہی میں بدیدۂ نم سپرد لحد کر دیا گیا۔تدفین کا عمل مکمل ہوتے ہی سرکاری اعزازات کے طور پر حکومت تلنگانہ کی جانب سے مکہ مسجد کے صحن میں 21 بندوقوں کی سلامی دی گئی اور پولیس بیانڈ پر سرکاری اعزاز کی دھن بجائی گئی۔مکرم جاہ بہادر کا آخری سفر ٹھیک 4 بجے چومحلہ پیالس خلوت مبارک سے شروع ہوا۔قبل ازیں ریاستی حکومت کے اعلان کے مطابق سرکاری اعزازات کے طور پر جنازہ کو دربار ہال چومحلہ پیالیس کے داخلہ پر رکھتے ہوئے سلامی دی گئی۔مکرم جاہ بہادر کے جنازہ کی دربار ہال سے روانگی سے قبل افراد خاندان شہزادہ والا شان نواب میر کرامت علی خان مکرم جاہ بہادر، شہزادہ والا شان نواب میر عظمت علی خان عظمت جاہ بہادر، شہزادی اسریٰ جاہ، شہزادی شہکار جاہ، شہزادی نیلوفر الف جاہ کے علاوہ دیگر نے مکرم جاہ کا آخری دیدار کیا۔شہزادی نیلوفر الف جاہ نے اپنے والد کے

جسد خاکی پر فاتحہ خوانی کی اور اس کے ساتھ ہی جنازہ کو دربار ہال کے داخلہ پر سلامی کے لئے لایا گیا۔ سلامی کے وقت ترکی قونصل جنرل متعینہ حیدرآباد اور ہان یلمان اوکان کے علاوہ نواب میر کرامت علی خان مفخم جاہ بہادر نواب میر عظمت جاہ بہادر نواب میر نجف علی خان جناب عامر جاوید جناب محمد سلیم رونق یار خان جناب فیض خان کے علاوہ دیگر موجود تھے۔ جنازہ کو سب سے پہلے مکرم جاہ کے فرزند عظمت جاہ فیض خان نجف علی خان نے کندھا دیا۔ بعد ازاں نواب میر کرامت علی خان مفخم جاہ بہادر اور نواب عظمت جاہ بہادر جلوس جنازہ کے آگے چل رہے تھے۔ آصف ثامن کے جنازہ پر ''پرچم آصفیہ'' ڈالا گیا تھا۔ جلوس جنازہ کے مکہ مسجد پہنچنے کے بعد مکہ مسجد تنگ دامنی کا شکوہ کر رہی تھی اور نماز عصر اور نماز جنازہ کے دوران بیرون مکہ مسجد بھی مصلیوں نے نماز ادا کی۔ مولانا حافظ محمد رضوان قریشی نے آصف ثامن کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کی نماز جنازہ میں ریاستی وزیر داخلہ جناب محمد محمود علی نیوز ایڈیٹر روزنامہ سیاست جناب عامر علی خان مولانا سید شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری امیر جامعہ نظامیہ وسجادہ نشین درگاہ حضرت سید شاہ خاموشؒ مولانا مفتی خلیل احمد شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ مولانا سید شاہ قبول پاشاہ قادری شطاری مولانا سید شاہ کامل پاشاہ قادری شطاری مولانا حافظ احسن الحمومی خطیب وامام شاہی مسجد باغ عامہ جناب عبدالقیوم خان مشیر ریاستی حکومت تلنگانہ جناب سید عمر جلیل ریٹائرڈ آئی اے ایس جناب امین الدین اویسی مولوی حافظ عبدالصمد جناب سید آصف حسین سہیل کے علاوہ دیگر اہم شخصیات شریک ہوئے۔ اس موقع پر صدر یونائیٹڈ مسلم فورم جناب منیر الدین مختار، ارکان اسمبلی جناب ممتاز احمد خان، جناب جعفر حسین معراج، جناب سید احمد پاشاہ قادری، جناب کوثر محی الدین، رکن قانون ساز کونسل جناب سید ریاض الحسن آفندی کے علاوہ کارپوریٹرس موجود تھے۔ نماز جنازہ کے بعد مولانا مفتی خلیل احمد نے دعائے مغفرت کی۔ نماز جنازہ میں شریک ضعیف العمر شہریان دور سلطنت آصفیہ کو یاد کرتے ہوئے اشکبار ہوگئے اور کہا کہ نظام دکن کے دور حکومت میں وہ پرسکون زندگی گذار رہے تھے اور تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے سرزمین ریاست دکن حیدرآباد امن وسکون کا گہوارہ تھی۔

مکرم جاہ بہادر کے دورۂ حیدرآباد کے موقع پر ان کے ساتھ رہنے والے محافظین کے دستہ کی جانب سے بھی خصوصی سلامی دی گئی اور ان کی خدمات کو خراج پیش کیا گیا۔ آصف ثامن نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کی تدفین کے ساتھ ریاست دکن حیدرآباد کی عہد ساز شخصیت کا خاتمہ ہوا جو کہ آصف سابع نواب میر عثمان علی خان کے دور حکمرانی کے علاوہ بہ حیثیت راج پرمکھ ریاست دکن حیدرآباد کے شاہد رہے اور انضمام حیدرآباد کے بعد پیش آئے نہایت مشکل حالات کے شاہد ہونے کے ساتھ ساتھ حکومت ہند کے ساتھ بہترین روابط رکھنے والے تھے۔ نواب میر برکت علی خان مکرم جاہ بہادر کی خدمات اور ان کے ٹرسٹ و اداروں کے علاوہ آج شہر کے کئی علاقوں میں بعض تعلیمی اداروں کی جانب سے رضا کارانہ طور پر تعطیل کا اعلان کیا گیا تھا۔ مکہ مسجد کے صحن میں واقع مقبرۂ آصف جاہی سلاطین میں آصف ثامن کو ان کے والد نواب میر حمایت علی خان اعظم جاہ بہادر کے پہلو میں سپرد لحد کردیا گیا۔ (بشکریہ: روزنامہ ''سیاست'' حیدرآباد)

electricity was introduced, railways, reads, airports were also developed. He was also known as the ARCHITECT MODERN OF HYDERABAD.He is also credited with establishing many public institution city in hyderabad including Osmania University, osmania General hospital, State bank of hyderabad, Begumpet airport, hyderabad high court, city college, Osman sagar, Himayat sagar ete. Mir osman ali khan was not only the richest person in the Indian history, he was the richest person in the world.

? MIR BARKAT ALI KHAN MUKARRAM JAH BAHADUR was the eldest son of Azam Jah and Princess Durreshehvar. AfterAzam Jah and princess Durreshehvar of sultan,Mir osman ali asif jah VI he was named as the successer to the title of Nizam of hyderabad by his grandfather Mir Osman Ali Khan death in 1967, He became the 8th Nizam of hyderabad.

When the 26th Amendment to the Indian constitution was passed. Mukarram jah bahadur subsequently moved to Australia. In 1996, Mukarram Jah Bahadur moved to Turkey.

Mukarram Jah Bahadur was the house of Asaf-Jah. He was the chairmen H.E.H Nizam's Charitable Trust and Mukarram Jah Trust for education and learning [MJTEL), which is situated at purani haveli Hyderabad.

Mukarram jah bahadur was passed away at his residence in Instanbul in Turkey on 14th Jan 2023

Being ruled the Asaf Jahi dynastry,Hyderabad came to be known as the city of Nizams.

This is just brief about the nizams of hyderabad.

ATIKA BEGUM
B.Sc(B.Z.C)B.ed(p.p.t.c)
hyderabad.

NIZAMS OF HYDERABAD

The Nizams were the rulers of Hyderabad from the 18th through the 20th Century.The Nizams of hyderabad was given the title of monarch of the hyderabad state. Nizam shortened from Nizam-ul-mulk,meaning administrator inherited by Asaf Jah!

Nizams ruled the kingdom of hyderabad for 2 centuries until September 1948, after Independence from british.

LIST OF NIZAMS OF HYDERABAD

MIR QAMAR UDDIN KHAN -ASIF JAH-1[1724-1762]

MIR NIZAM ALL KHAN ASIF JAH-II[1762-1803]

MIR AKBAR ALI KHAN SIKANDAR JAH ASAJ JAH-III (1803-1829)

MIR FARKHUNDA ALI KHAN NASIR-UD-DAULA ASIF JAH-IV (1829-1857)

MIR TANNIYAT ALI KHAN AFZAL-UD- DAULA ASIF JAH-V (1857 -1869]

MIR MAHBUB AND KHAN BAHOUR ASIF JAH-VI (1869-1911) MIR OSMAN All KHAN ASIF JAH-VII(1911-1948)

MIR BARKAT ALI KHAN MUKARKAM JAH BAHADUR ASIF-JAH-VIII

Mis Osman Ali than, the VII * Nizam was been on 6th April 1886, as the second son of Mahbob Ali Khan Asif Jah vi" and. Amat-uz- Zahra begum at purani haveli Masrat Mahal palace.

The Asif Jahi rules used the money to support free education, Literature, architecture, act and culture.

Mir osman Ali Khan is the richest person the Indian history. During his rule,

THE NIZAMS OF THE DECCAN

Nizam I Mir Qamruddin Ali Khan.
Nizam-ul-Mulk,
Asaf Jah I. ruled 1724-1748.

Nizam II Nizam Ali Khan,
ruled 1762-1803.

Nizam III Sikander Jah,
ruled 1803-1829.

Nizam IV Nasir-ud-Daula,
ruled 1829-1857.

Nizam V Afzal-ud-Daula,
ruled 1857-1869.

Nizam VI Mir Mahboob Ali Khan,
ruled 1869-1911.

Nizam VII Mir Osman Ali Khan,
ruled 1911-1950.
Rajpramukh, 1950-1956.

Mir Barkat Ali Khan
Mukarram Jah Bahadur 1967

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ، حیدرآباد

SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL & CHARITABLE TRUST

Regd. No. 180/2016

مسجدِ الٰہی کی تعمیر کے لئے تعاون کی اپیل

مسجدِ الٰہی زیرِ انتظام شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد کا تعمیری کام شروع ہو رہا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ایک مخیرؒہ خاتون نے 126 گز اراضی ٹرسٹ ہذا کو مسجد کے لئے وقف کردی ہے، اللہ تعالیٰ مخیرؒہ کو دونوں جہاں میں بہترین بدلہ دے، آمین۔ مسجدِ الٰہی کی زمین مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادیٔ عمر شاہین نگر حیدرآباد کا (اقامتی وغیر اقامتی) ادارہ ہے، جو شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیرِ انتظام 2017 سے خدمات انجام دے رہا ہے، بالکل اسی سے متصل ہے۔ مدرسہ ہذا اور بستی کے لئے مسجد ناگزیر ہے، اس وجہ سے آپ تمام حضرات سے گزارش کی جاتی ہے کہ مسجد ہذا کی تعمیری کام میں نقد یا اشیاء کے ذریعہ معائنہ کرکے حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ جزاک اللہ أحسن الجزاء.

Bank Name : IDBI **A/c Number :** 1327104000065876

A/c Name : SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST

IFSC Code : IBKL0001327. Branch: Charminar

Google Pay: 8317692718, WhatsApp : 9392533661

العارض: حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ، بانی وناظم مدرسہ ہذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

DR. S.J HUSSAIN
MD (Unani)
Former director Incharge
Central Research Institute Of Unani Medicine
Govt of India

website: www.unanicentre.com
Email:syedjalilhussain@gmail.com
jaleel_hussain@yahoo.com

Dr. Jaleel's

یونانی سینٹر فار کارڈیک کیر
UNANI CENTER FOR CARDIAC

Consultation Time
Morning: 9:00 am to 2:00 pm
(Friday Morning and Sunday Evening Closed)

Cell:
+91 8142258088
+91 7093005707

Adress -: No: 8-1-332/3/B-69, RoadNo 1(A)Arvind Nagar Colony Tolichowk Hyderabad - 500008 T.S India

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद्

National Council for Promotion of Urdu Language

Ministry of Education, Department of Higher Education, Government of India

Farogh-e-Urdu Bhawan, FC-33/9, Institutional Area, Jasola, New Delhi-110025
Ph: 011-49539000, Fax: 011-49539099, Website: www.urducouncil.nic.in, E-mail: director@ncpul.in

26 جنوری یومِ جمہوریہ مبارک

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، حکومت ہند کی سرگرمیاں

- 2022 میں قومی اردو کونسل سے شائع ہونے والے رسائل کو 11,14,398 قارئین تک پہنچا کر نیا ریکارڈ قائم کیا گیا۔
- قومی اردو کونسل نے 23-2022 میں وانیمباڑی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے اشتراک سے صوبہ تمل ناڈو کے وانیمباڑی میں 3 تا 11 جنوری 2023 میں تاریخی اردو میلے کا انعقاد کیا جو کہ اب تک کا جنوبی ہندوستان کا سب سے زیادہ کامیاب میلہ رہا۔
- قومی اردو کونسل نے ڈائریکٹوریٹ ڈسٹنس ایجوکیشن کے اشتراک سے اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی پر ایک پانچ روزہ ورکشاپ 22-18/ جولائی 2022 کو کشمیر یونیورسٹی میں منعقد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے آن لائن 'یک روزہ بین الاقوامی طرحی مشاعرہ' 11/ اگست 2022 کو منعقد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے 'مہاتما گاندھی کے لسانی اساس کی تلاش: قیام افریقہ کے دوران اردو کے متعلق ان کے نظریے کی تشکیل' کے موضوع پر 30/ ستمبر کو ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے اجمل فاؤنڈیشن، ہجائی، آسام اور مسلم کونسل دیماپور کے اشتراک سے ناگالینڈ کے اسکولوں، کالجوں، مدارس اور این جی اوز کے نمائندوں کے ساتھ یک روزہ انٹریکٹیو پروگرام 6/ نومبر 2022 کو منعقد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے 'مولانا ابوالکلام آزاد کی میراث' کے موضوع پر 10/ نومبر 2022 کو ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے 'ہندوستانی ریاستوں کا انضمام اور آئین ہند' کے موضوع پر 24 نومبر 2022 کو ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے وجے واڑہ اور اس کے آس پاس کے متعلقین اردو کے ساتھ یک روزہ انٹریکٹو پروگرام اور CGDC کے کامیاب طلبا کے لیے تقسیم اسناد کا پروگرام وجے واڑہ، آندھرا پردیش میں 12/ دسمبر 2022 کو منعقد کیا۔
- قومی اردو کونسل کا آدھے گھنٹے کا ہفتہ وار ٹیلی ویژن پروگرام 'اردو دنیا' ہر سنیچر کو دوپہر 1.30 بجے اور ہر اتوار صبح 10:30 بجے نیوز 18 جموں/ کشمیر/ لدّاخ/ ہماچل پر ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے۔ اس پروگرام میں اردو زبان و ادب، تہذیب و ثقافت کی نمائندگی کرنے والی تقریبات کی جھلکیاں، قومی کونسل کی خبریں اور وزارت تعلیم کی اقلیتوں سے متعلق تعلیمی اسکیموں وغیرہ کی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔
- قومی اردو کونسل کی اسکیم 'تھوک خریداری کتب، رسائل و جرائد' کے تحت مالی سال 23-2022 میں تقریباً ایک کروڑ 19 لاکھ روپے کی اردو، عربی اور فارسی کتب و جرائد کی خریداری عمل میں آئی جن میں 348/ اردو کتابوں کے ساتھ 13 عربی و فارسی کتابیں اور 62 رسائل و جرائد شامل ہیں۔
- 'مالی تعاون اسکیم برائے اشاعت مسودات' کے تحت کونسل نے مالی سال 23-2022 میں 364 مصنفین کو تقریباً ایک کروڑ 64 لاکھ روپے کی مالی امداد فراہم کی۔
- 'مالی تعاون اسکیم برائے سمینار، کانفرنس اور ورک شاپ' کے تحت کونسل نے مالی سال 23-2022 میں 248 رضا کار تنظیموں/ اداروں کو تقریباً ایک کروڑ 60 لاکھ روپے کی مالی معاونت کی۔
- قومی اردو کونسل نے اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت مالی سال 23-2022 میں اب تک مختلف موضوعات پر 50 کتابیں اور نصاب کی 39 کتابیں شائع کی ہیں۔ اس طرح کونسل کی مجموعی تعداد اشاعت 1493 سے متجاوز ہے۔
- سہ ماہی رسالہ 'فکر و تحقیق' کا ارتکاز تحقیقی موضوعات پر ہے۔ علمی و ادبی حلقوں میں یہ علمی و تحقیقی مجلّہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں کلاسیکی ادب، عالمی ادبیات، معاصر ادبی تحریکات و رجحانات پر مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ سالانہ زرتعاون 100 روپیہ ہے۔
- ماہنامہ 'اردو دنیا' ادب، سماج، ثقافت، سائنس، تکنالوجی اور دیگر عصری موضوعات پر مشتمل ایک مکمل مجلّہ ہے جس کے قارئین کا ایک بڑا حلقہ ہے۔ 'اردو دنیا' کے خصوصی شماروں کو بھی ادبی حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا۔ اس رسالے کا سالانہ زرِ تعاون 150 روپے ہے۔
- ادب اطفال کو فروغ دینے کے لیے قومی اردو کونسل کا باتصویر رسالہ 'بچوں کی دنیا' آج صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں بچوں کا مقبول ترین رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں بچوں کی ذہنی اور تحریری تربیت کے علاوہ دل چسپی کا سارا مواد موجود ہے۔ سالانہ زرتعاون 100 روپیہ ہے۔
- قومی اردو کونسل نے آدھی آبادی کے جذبات و احساسات کے ترجمان کے طور پر ماہنامہ 'خواتین دنیا' کا آغاز مارچ 2017 سے کیا ہے۔ خواتین سے متعلق اہم ایشوز پر مضامین کثرت سے شائع کیے جاتے ہیں۔
- ekitaab کے نام سے کونسل نے ایک موبائل ایپ تیار کروایا ہے۔ اس ایپ کے ذریعے کونسل کی کتابوں کو موبائل، ٹیب لیٹ اور آئی پیڈ پر پڑھا جا سکتا ہے۔ آپ اس ایپ کو اپنے موبائل میں Play Store یا App Store کی مدد سے آسانی سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔
- کونسل نے اردو کتابوں کا آن لائن مطالعہ کرنے کے لیے ایک ای لائبریری ویب سائٹ www.urdu-elibrary.com بھی تیار کروائی ہے۔ اس پلیٹ فارم کے ذریعے کونسل کی کتابوں کا Unicode میں مطالعہ آپ اپنے کمپیوٹر پر آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔
- کونسل نے اپنی ویب سائٹ www.urducouncil.nic.in کو اردو پورٹل میں تبدیل کروایا ہے۔ اب محبان اردو اس پورٹل کے ذریعہ اردو کتابوں، اردو مضامین، ڈکشنری و اردو سیکھنے کے علاوہ بہت سی چیزوں کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
- کشمیر میں پیپر میشی کے ہنر کو اردو کے ذریعے سیکھنے اور فروغ دینے کے لیے چھ مہینے کے کورس کو باقاعدہ ایک اسکیم کے طور پر منظوری دے دی ہے۔ جسے HCSSC,NewDelhi کے تعاون سے چلایا جا رہا ہے۔
- فن خطاطی کے فروغ کے لیے قومی اردو کونسل کیلی گرافی و گرافک ڈیزائن کا تربیتی کورس چلاتی ہے۔ اس وقت کیلی گرافی و گرافک ڈیزائن کے 71 مراکز مختلف صوبوں میں قائم ہیں۔
- "BOOKS ON WHEEL" پروگرام کے تحت قومی اردو کونسل دور دراز علاقوں میں موبائل وین کے ذریعے قاری سے اپنا رشتہ استوار کرتی رہی ہے۔ کونسل کی موبائل وین اب تک ملک بھر کے 56 دورے مکمل کر چکی ہے۔

ڈاکٹر شیخ عقیل احمد

ڈائرکٹر

One year Diploma course in CABA-MDTP

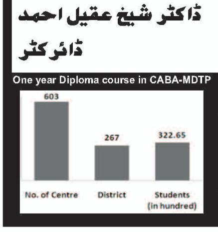

One year Certificate course in Persian Language

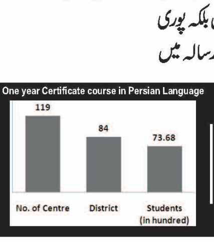

Two years Diploma Course in Functional Arabic

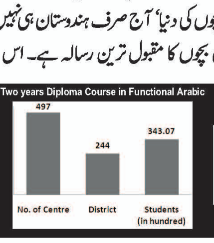

One year Certificate Course in Arabic Language

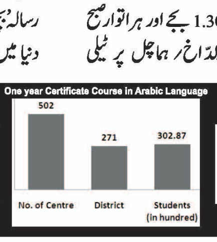

One year Diploma Course in Urdu Language

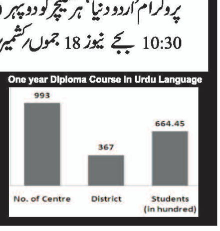

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad

Feb. 2023 فروری

RNI: TELURD/2018/77022
ISSN: 2581-9216

Rs. 50/-

مجتبیٰ ٹکسٹائلس

MUJTABA TEXTILES FOR THE GENTLEMAN IN YOU

#20-4-20/6/1, 20-4-20/7/5 & 7/6, Punch Mohalla, New Laad Bazar, Khilwath, Hyderabad. T.S. India

Ph: +91 6281040896 - Email: mujtabatextiles18@gmail.com - Web: www.mujtabatextiles.com

Follow us on facebook: https://www.facebook.com/mujtaba.textiles.1

Editor, Printer, Published & Owned by Mohd. Muhamid Hilal
Printed at Daira Electric Press, #22-8-143, Chatta Bazar, Hyderabad. 500 002.
Published at #17-3-352, B1, 2nd Floor, Bafana Complex, Dabeerpura, Hyderabad - 23, T.S
Cell: 9392533661, 8317692718, Email: muhamidhilal@gmail.com